

فتنہ ستائے

حیاتِ ہمدیش میں مولوی نسیم کے طحانہ و معتزلانہ عقائد کی اشاعت کا

دو جلد

عبدالعزیز
سیکرٹری جمعیت کزیم الہدیت ہند
لاہور

مولانا محمد عبداللہ صاحب

مژدہ جانفزا الہدیۃ السنیۃ تخفہ و بایۃ

کا

اردو ترجمہ

جلالۃ الملک سلطان المعظم عبد العزیز بن سعود غازی ملک الجزائر
وسلطان نجد و طحا تبہا

کے مکوسے "الہدیۃ السنیۃ" کا ترجمہ مختلف زبانوں میں شائع ہو رہا ہے چنانچہ ہندوستان
میں مسلمان شہنشاہ اور میں منسوب بھی گئی۔ اور مسلمان شہنشاہت کے مرکز اور مقصد
کا کہنہ سوز عالم اسلامی کے رکن ہوں لانا سیدہ اسماعیل صاحبہ غازی کو دست دیا کہ اس
اور پیشانی کر دیں۔ یہ کتاب شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب کے مہاجر اہل
علم و ادب و نجد کے رسائل کا مجموعہ ہے۔ اس میں اعلیٰ تحریک اور اہل نجد کے عقائد و ضابطات
تفصیل و وضاحت سے پیش کئے گئے ہیں۔ اور جو اہل اہل نجد کے عقائد و ضابطات
کئے چارے ہیں ان کا مکمل جواب دیا گیا ہے۔ وراثت کی تردید کی گئی ہے۔
شاہین کتاب بذریعہ ایک آدمی محمد علی کبیریم سے طلب فرمائیں۔

مولوی شہنا، القہ کے عقائد اور ان کے متعلق علم ہند کی آراء دیکھنا چاہیں تو یہ بھی
ملاحظہ فرمائیں۔ قیمت ۳ روپے

نیازمند

عبد العزیز بن سعود

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

مولوی شہنا اللہ کی تلبیس

حق کو چھپانے کی ناکام کوشش

مولوی شہنا اللہ کی فتنہ پردازی، افتراق الخیرینی باطل پرستی کے مظاہر
تہذیب شرافت اور انسانیت کے حیا سوز مناظر

مولوی شہنا اللہ کی فتنہ پردازی، افتراق الخیرینی باطل پرستی کے مظاہر
تہذیب شرافت اور انسانیت کے حیا سوز مناظر

نور چند ایک صحابہ کرام اور محدثین کے مسلک کی پابندی ہے۔ نئے باعث فوز و فلاح سمجھتے ہوں اور باقی اس اتملح سلف کو جو آج بجاتے ہوں اور ایک طرف صوفیوں سے ایسے اجماع ہوں جو ایک خیال ایک ارادہ کے ہوں جن سب کے دلوں میں ایک ہی ولولہ اور ایک ہی شوق ہو کہ ہر قسم کی بدعات و منکرات مسترد و مقدرین فلسفہ یونان کی گراہیوں سے پاک و صاف اسلام کی اشاعت ہو۔ صدر اول کا اسلام دنیا کے سامنے پیش کیا جانے اور بدعت و منکرات جس قسم کا لباس پہن کر آئے اور جس نام سے سامنے آئے حتیٰ بند یوں سے ہلاتر ہو کر اس کا کلیق کیا جائے۔ یہ اس وجہ کے طوفان سے ہزار درجہ بہتر ہے۔

اور دنیا کی تاریخ میں حق و صداقت کی مظلومیت کوئی نئی چیز نہیں ہے اس پر آزمائش کے ایسے ایسے برکت فیض وقت آئے ہیں جب خدا کی زمین پر چند دلوں کے سوا اسکا کہیں نہیں رہتا۔ لیکن باوجود اس کے حق حق رہا اور باطل باطل۔ پس صداقت ہمیشہ اپنی حامیوں کی کثرت و قلت سے بے نیاز رہی ہے اور ہمیشہ بے نیاز رہے گی۔

اسی طرح اٹھارہ حق اور امر بالمعروف بھی تجربہ کے خیال سے بے پروا ہے وہ ایک فرض ایمانی اور محض تعبد الہی ہے اور وقت کے بدلنے اور لوگوں کے مزاج سے اسکا نام نہیں پھر سکتا۔

ہماری مشکلات

ہم جانتے ہیں کہ ہمارا کام بہت مشکل ہے زمانہ کی ہوا ناسازگار ہے مذہبی پابندی عام طبائع کے لئے ایک بارگاہ ہے، طہرانہ اور معتزلہ عقائد پر پکتے چینی اور مذہبی اور دنیاوی معاملات میں فطرت کاروں پر احتساب و اعتراض ایک فن اور فنون کا نام بھی جاتا ہے جن طہرانہ اور معتزلہ خیالات کے خلاف محدثین کرام نے جہاد کیا آج خود اہل حدیث میں ان کی اشاعت کی ایک تمام گزشتہ اور فساد کے مترادف سمجھا جاتا ہے جس جماعت اہل حدیث نے اپنی زندگی کا مقصد بیان کیا تھا کہ ہم صدر اول کا اسلام صحابہ کرامؓ اور محدثین کرام کے جہاد کا اسلام جس و خاشاک اور مشرکانہ رسوم و بدعات سے پاک صاف علم کلام و فلسفہ یونان کی تعقید سے آزاد اسلام دنیا کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں آج اس میں ایک ٹوٹی بولوی ٹٹا، اللہ صاحب کے وجود مبارک کی ایسی ہیجہ ہو گئی جس نے ہمیں یہاں تک محدود کر دیا کہ ہم کی محنتوں

پر پانی پھیر دیا جائے اور صفات باری ثلثے، معجزات انبیاء کے کرام اور ایسے ہی دوسرے مسائل میں، جو مسلم معزنی اور اسکے دوسرے بھائیوں کی تاویلات کو قرآن وحدیث میں رائج کر دیا جائے :

لیکن باوجود ان تمام مشکلات کے احساس کے ہیں اپنی بچائی پر اعتماد ہے اور ہم کبھی بھی موانعین کی قلت و کثرت سے متاثر نہیں ہوتے ۔

ہماری مخالفت کیوں ہے ؟

ہمارا ایمان ہے کہ اہل حق ایک ایسی امت ہیں اور تعبد الہی ہے وہ صرف "وَلْتَأْتُوا بِالْحَقِّ وَتَوْاصُوا بِالصَّبْرِ" کی تعمیل ہے، وہ ارشاد الہی "وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ رِجَالٌ يَتْلُونَ الْكِتَابَ وَيُحَرِّرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيُخْصُونَ مِنَ الْمُنْكَرِ وَالَّذِينَ هُمْ يُغْلِبُونَ" کی بجا آویں ہے، وہ فرمان نبوی "المدین النصیحة فی الامن یا رسول اللہ" قال فقد ورسوله ولا تمزقوا سلبین دعائتم کی تعمیل ہے۔ اور آسمانی شریعت کی حفاظت کیلئے یہی قانون خداوندیکہ نے قرآن کریم میں بتوایا ہے

اولاً دفع اللہ الناس بعضهم ببعض لصلوات صومع وبيع و صلوات

ومساجد یذکر فیہا اسم اللہ کثیراً ولینصروا اللہ من ینصرہ ان اللہ

للقوی عزیز۔ الذین ان مکناہم فی الارض اتوا الصلوۃ واتوا الزکاة

واصدوا بالعرف و نضوا عن المنکر واللہ عاقبہ الامور

مگر افسوس کہ ان لوگوں کو ایک دوسرے کے دین و دنیا کی تباہی و بربادیوں کے جھگڑے

میں اور عیساؤں کے گرجے اور مساجد کی مسجدیں جن میں کثرت سے دعا کا نام

لے لے کر کہی کے ذمے ہانپے ہوئے اور جو اسکے دین کی مدد کر کے کا فاجر و مفسد بن گئے

مدد کر کے گاہے شب و روز دست و پا کر رہے ہیں خدا کی نعمت و احسان پر مستحق و بجا

ہوئے بلکہ گمراہی پر اقتدار و تسلط و بیگناہی پر چھاپے کا ہر رنگے نازیں بڑھ چکیں گے

لوگوں کو اچھے کام کے لئے کہیں کے ہر برسے گاؤں سے منع کرینگے اور سب چیزوں کا

موت و تباہی کے اختیار میں ہے

اللہ عزوجل کو کہہ ہے میں وہ صرف کتاب و سنت کی ان ہدایات کے ماتحت ہے، عاقلانہ

کہ اس میں ذاتی عداوت و بخشش کو کوئی دخل ہو یا اس میں کسی قسم کا سہ و بغض کا رونا ہو۔
جیسا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب فرماتے ہیں۔ ہم اس شخص کو بہترین مہمان سمجھتے ہیں جو احد
و بعض ذاتی کد و دروں کو دین کے لباس میں پوشیدہ کرے۔ جس کی طرف ذاتی انتقام لے۔
اسی لئے ہم مولوی ثناء اللہ صاحب کی ذاتیات پر بحث نہیں کرتے۔ چاہئے بلکہ ان کے معتزلہ
خیالات و عقائد اور ان کے قابل اعتراض رویہ پر بحث کرتے ہیں۔ جس سے جماعت کی مذہبی زندگی
پر تباہ کن اثر پڑ رہا ہے۔ مولوی صاحب موصوف کے طوائف پر کھٹکے کرتے ہیں جس کی بیک
ذاتی کوتاہیوں پر پختہ ہے۔

سطح ہماری تحریر پر کھٹکے موصوف مسائل و واقعات اور ان کے مذہب و رویہ تک ہی روکے ہوئے ہیں۔
ثناء اللہ صاحب پر خاندانی حملے کرنا ان کے مژدوں کے لئے تو بین آئینہ عطا اشتعال کرنا ہمارا
مشیور نہیں۔

مولوی ثناء اللہ کا شرمناک حملہ

یہ مولوی ثناء اللہ صاحب ہی کے لئے زیبا ہے کہ وہ خاندانی خون و یہ ذاتی حملے کریں۔
ان کے مژدوں کو خبر دانی سے یاد کریں ان کے لئے تو بہن تمیز الفاظ استعمال کر کے اپنی خرافات
نفس کا ثبوت دیں۔ اور باب بصیرت اس چیز کو اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ جب کسی شخص کی قوت
دلائل کا خاتمہ ہو جائے اور عقل و فہم کا کام تمام ہو جاتا ہے تب وہ ذاتی حملوں اور گالی گلوں
پر اتر آتا ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب اب مجبور ہیں سہاڑے کے اور کیا کریں؟ انہوں نے
توبہ دیکھا کہ ہندوستان کے علماء نے ان کے عقائد کو سخت پسند کر لیا کی نظر سے دیکھا حتی
کہ علماء آگرہ نے ان کی تفسیر کو محدثین کے مسلک کے خلاف اور گمراہ فرقوں کے خیالات کی
موئید ٹھکانا اور مخالفین اہل سنت کی خوشنودی کا موجب قرار دیا اور پھر علماء نجد اور سلطان
بن سعود کے دربار سے بھی ان کے خلاف فیصلہ ہوا۔ یہ وہ جو اسے پکڑائے اور بے بسی
کے عالم میں بندوبست کے رشتہ کو چھڑک کر آپ مذہبی حرکات پر اتر آئے۔ آتش انتقام سے مشتعل
ہو کر حضرت عبداللہ غزنوی مرحوم مولانا عبدالجبار غزنوی مرحوم بھی اپنے تیروں کافرانہ
بنایا اور حضرت مولوی محمد علی رحمہ اللہ کے ساتھ ہوئے۔ مولوی غزنوی خلاف تمام
ایک دو ہفتی ہشتادیں آپ سے ملجے گا کہ کر کے دل کی بغض خائے ہیں۔

تقریباً نہ ہوگی لیکن آپ کی تہذیب اور شرافت کے جاسوس مناظر ضرور لوگوں کے سامنے
آجائیں گے۔

اصولی اختلاف

ہمارا مولوی شہداء اللہ صاحب سے کوئی ذاتی اختلاف نہیں۔ صرف اصولی اختلاف ہے
اور وہ یہ کہ آپ نے تفسیر القرآن بکلام الرحمن اور دوسری تصنیفات میں اللہ تعالیٰ کی صفات
انہی صفات کے معجزات اور ایسے ہی دوسرے مسائل میں محدثین کے مسلک کو چھوڑ کر معتزلہ
وغیرہ گمراہ فرقوں کا مسلک اختیار کیا ایسی حالت میں جبکہ انہما اور لاندہ بیعت دنیا میں معرفت
سے پھیل رہی ہو، نہ ضروری سمجھا کہ جماعت اہل حدیث کو اس فتنہ سے بچائیں، سب سے پہلے
آپ کو مولانا احمد اللہ صاحب مرحوم (استاذ مولوی شہداء اللہ صاحب) مولانا محمد حسین صاحب
مرحوم اور مولانا عبد المجید صاحب مرحوم نے براہِ راست طریق پر سکھایا مگر کوئی اڑا ہوا، بلکہ اطمینان
ہونے اور معتزلہ عقائد کی اشاعت پر مصمم ہوتے۔ مجبوراً آپ کی تفسیر کی چند غلطیاں بفرض اختصار
پنجاب اور سرحد پنجاب کے علماء کے سامنے بفرض استدھاب و استغنا پیش کی گئیں اور جب
منتقد طور پر آپ کی تفسیر کو نا پسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور یہ رائے ظاہر کی کہ یہ محدثین کے مسلک
کے خلاف اور معتزلہ وغیرہ گمراہ فرقوں کے خیالات و عقائد کی اشاعت کا موجب اور مخالفین
کی تقریب کا باعث ہے۔

غلط الزام

مولوی شہداء اللہ صاحب اپنے دورِ قیامت میں فرماتے ہیں: میری عربی تفسیر کی چار
غلطیاں انتخاب کر کے بڑی سازش سے فتویٰ حاصل کیا گیا کہ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ اس میں سازش
کیا کی گئی ہے؟ یہ ایک کٹن ہوئی چیز ہے کہ آپ نے تفسیر اللہ میں کی تنقید علماء کے سامنے
پیش کی گئی۔ چنانچہ اکثر مفتی صاحبان نے اس کا ذکر بھی کیا کہ انہیں اس کو دیکھا اور مولوی شہداء
کی تفسیر عربی سے متاثر کیا یا انہی مضمون کے الفاظ سمجھے اور اس کے بعد فتویٰ لکھا کہ کوئی حدیث
پسند فرماتے کہ اس میں کیا سازش کی گئی؟

اصل حقیقت

اگر سازش ہو سکتی ہے تو مولوی شہداء اللہ صاحب کی طرف سے ہو سکتی ہے جو

دعین : شائع ہوئی تو مولوی صاحب برصوف نے بعض علماء کو یہ مخالف دیکر اپنے حق میں
 مونی لے لیا کہ میرا عقیدہ تو وہی ہے جو محدثین اور سلف صالحین کا ہے صرف مناظر ہونے کی
 حیثیت سے ایسا لکھا مگر جب ان حضرات و معلوم ہوا کہ ہم کو مولوی شفاء اللہ نے اس وقت تک
 مخالف میں رکھا انہوں نے اپنی بیڑی کا اعلان کیا اسکے لئے بہترین مشہدات حضرت مولانا
 و نفا عبد الحنان صاحب وزیر آبادی کا اشتہار درج ذیل کیا جاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

البرائة الى الله من ضيع ثناء الله

الحمد لله وحده و صلواته و سلامه على خير و اسجد لخالقه و برادر من جليل برحق سلف صالحین
 کی خدمت میں عرض ہے کہ میں نے جو کچھ لکھا تھا وہ حق تھا اور میں اب تک اس پر قائم ہوں
 لیکن مولوی شفاء اللہ صاحب کی تفسیر القرآن کو اکثر بیک نقیب والا نے وہاں تفسیر سلف صالحین
 کے پیش کیا جاتا ہوں اور تمام میں پر یہو عنہم سے محضن لکھا گیا اور اس کے سب سے پہلے
 دیندار بھائیوں کو میری مخالفت بھائی کا سب سے پہلے ہے سو وہ نہ پوری عبادت پر اصرار کرتے
 حاضر و ناظر ہو کر مولوی شفاء اللہ صاحب کی تفسیر سے اپنی طرف سے انہوں نے جو حق کہا بلکہ انہوں
 سے لکھ دیا ہے میری عبادت میں کوئی ایسی بات نہ تھی جو میری پہلی قربیہ کے خلاف
 ہے جسے مخالفت ہو۔ غرض کہ کلام میں کے شائع ہوئے بنی میں اپنی برادری کا اشتہار دینا چاہا
 تھا۔ مگر مولوی شفاء اللہ صاحب وہاں سے کچھ پاس آئے اللہ کا کہیں میں سب باتوں سے جو
 سلف صالحین کے برخلاف ہیں دعوے کر کے اس کی اصلاح کروں گا۔ اللہ وہ تجھے میرے شاگرد
 ہے اس خیال سے کہ ان کا داد است یہ آتا تا رہا داری ہے گو کہ میرے بھائی دیندار
 بھائی بہ گمان ہی نہیں میں ان کی نسبت اصل لکھ جسے اللہ برادری میں دیکھ سکتے آیا ہوں
 جو وہ اب لکھ کر اس کے جو رائے میں وہاں سے لے کر اللہ برادری میں مقدم جان کر اعتقاد
 و جو ان کلام میں کی جدوت سے جو یہ ہے نام سے اس سے ہے ہر بات کر کے تمام اہل سنت
 و جماعت کو اس بات پہ بھی مطلع کر دو۔ مولوی شفاء اللہ صاحب نے کلام میں میں نقل کیا
 میں جنک تائید اور کیا ہے بہت بڑی نیات کے لئے ناظرین کی سخت و محو کر دیا ہے۔ چنانچہ فضل
 عام میں میں کو فیصد کن قرار دیا اور اس سے جواب کی سی پر دار و مدار رکھی ہے۔ سو یہی
 کی جارت نقل کر دے کہ انہوں نے جو کلام کا میں میں کا صاف رد ہے نگار یا ہے

موصوف کا اقرار ہی ہے کہ محدثانہ روش پر یہ تفسیر نہیں لکھی گئی تھی۔ اس سے صاف معلوم ہے کہ مولوی صاحب موصوف نے علماء آراء سے کہا کہ یہ میرا عقیدہ نہیں ہے اور میں صاحب حدیثین کے مسلک کے خلاف ہے اور اسی اقرار کی بنا پر انہوں نے مولوی شہداء اللہ کو ایک شخص سے خارج تو نہیں کیا مگر یہ ضرور لکھا کہ۔

تفسیر مقررہ بکلام الرحمن کے معانی نہ کہ وہ بلاشبہ ایسے ہی کہ فرق ضاد کے خیالات کو تائید دیا جاسکتا تھا اور اہل سنت اہل حدیث کے مخالفین سے خوش ہوں اور عند اللہ پادشہ تفسیر ہے نہ کہ کہیں فیصلہ نہ تھا۔

مولوی شہداء اللہ صاحب کے مذکورہ بالا اقرار کے بعد حضرات منصفین نے یہ انتہائی ازمنی بہت کرنا شاید کہ مولوی صاحب موصوف صلاحیت قبول کر لیں اور اپنے اس رویہ سے ہلا آجائیں مگر ہوا تو ان کو تنبیہ و توفیت حاصل ہو یا جس سے مخالفین اہل حدیث خوش ہوں مگر مولوی شہداء صاحب نے بھلے اس کے اپنے دیتے میں تبدیلی پیدا کرتے حضرات منصفین کے فیصلہ کو شل نہ کرتے ہوئے وہ اشیاء میں جگہ پر جگہ ترویج دیکھنا سب کی۔

مگر اس سلسلہ میں بھی مولوی صاحب موصوف کی مصلحتوں کی قابل غور ہے کہ منصفین آراء کے سامنے یہ قرار دے کہ میری تفسیر محدثین کی روش کے مطابق نہیں لکھی گئی ہے اور میرا یہ عقیدہ سچا ہے۔ ان سے یہ فیصلہ لیتے ہیں کہ یہ اہل بیت سے خارج نہیں لیکن ان کی طبیعت خیر حاصل کر لینے کے لئے خود اشیاء کی تردید کر دیتے ہیں کہ مجھ یا انہیں کہ جسے کہاں سے بات کا اقرار کرنا ہے کہ میری تفسیر محدثانہ روش پر نہیں ہے؟ فیصلہ آراء نہ تھا (حاشیہ)۔

اب اس کا فیصلہ ناظرین پر چھوڑتے ہیں کہ وہ خود ہی بتائیں کہ مولوی شہداء اللہ صاحب موصوف اپنے اس فیصلہ میں مل کر سننے کے لئے سازش مصلحتوں کی یا صفت اور عین سننے؟

میرے حقیقت اپنی تحریروں پر منتظر نہیں بلکہ صاحب اہل حدیث کے بہت سے افراد کے ساتھ جس کی مصلحت اہل بیت کی گئی ہے۔ اسی سلسلہ بہت سے حضرات کا خیال ہے کہ مولوی شہداء اللہ صاحب کے یہ عقیدہ نہیں ہیں صرف مناظر ہونے کی حیثیت سے ایسا کہتے ہیں، بعض کا خیال ہے کہ مولوی صاحب موصوف نے رجوع و توبہ کر لی ہے مگر ایسا کہ اب، لوگ کچھ کہنے پر تیار نہ ہیں۔ خلاف حقیقت ہمیں اندہ کوئی وجہ نہ تھی کہ سلطان ابن سعود کے اصرار کے تحت یہ نام پر ہتھ پڑا کرتے؟

مولوی شہ سے انکار کیا۔

مولوی شہ صاحب کی زندگی و حکات

مولوی شہ صاحب اور ان کی تفسیر کے متعلق جو قبضہ ہو اسے ہم نے اس وقت تک میں شائع کی ہے تاکہ مولوی صاحب موصوف نے اپنے ائمہ میں اس واقعہ کو غلط فہمی سے منوں کر کے کٹی نہ ہوں میں شائع نہیں کی ہے کہ ان اصحاب میں اصل حقیقت کو چھپا جسب مادت عوام کو مغالطہ میں ڈالنے کی کوشش کی گئی تھی اسلئے ہم نے ضروری سمجھا کہ صحیح واقعات و حقائق کے سامنے پیش کر دیتے جاویں اور فیصلہ کے نام سے ایک سالہ کی صل میں ان تمام واقعات اور فتروں کو شائع کر دیا۔

فیصلہ کا کاش فح ہونا گویا مولوی شہ صاحب کے لئے ایک بمب شل کا پھٹنا تھا اس پر کیا تھا آپ بہت دمتیر ہوئے گھبرائے چکرائے و بعد سرسایتی میں جس قسم کی توقع بچھا ہے وہی آپ لکھ گیا۔ فلسفے میں۔

ان دونوں کی باہم رسد میں اعلان کرتا ہوں کہ مجھے موجب احوال سے اطلاع ملی

سچکے علی و بنائی ہیں۔ (الحدیث) و کسم شہ

مولوی صاحب موصوف کی اس بددعا اور گھبراہٹ میں آپ کے ساتھ ہمدردی ہے آپ کی بے گناہی سیسی بہ وقت قریب۔ ہم بے فکر آپ کی خاطر ہم آپ کا

چیلنج منظور

ہم نے میں کسی کے مکان پر کیا عالم پبلک جس میں صل قلم و پیش کر کے چار میں اس نے آپ کو القیہ رہتے ہیں کہ اگر پھر تاہم وہی میں سے کوئی ایک مقام اپنے لئے پسند کر لیجئے پنجاب میں جسے کرنا چاہئے تو انا عید القادس میں آپ کو باجن حدیث پنجاب کے صدر کا نام دہلی میں مولانا محمد صاحب الدین شہنشاہ کا نام جو صدر مجلس کے رہتے ہیں انکی بروہی میں صدر شہادت کے لئے دہلی میں پیش کی جاتے صدر صاحب جس کے خلاف فیصلہ صادر فرمایا کہ میں ہر مزاج بھائے ہوتے ہیں اس وقت میں سب مزد ہو گئی یعنی اگر مولوی شہ صاحب کا یہ نام غلط ثابت ہو اور حق کے جعل ثابت ہوں تو ہم اس سزا کو خوشی سے برداشت کریں۔ ہم

دیکھتے ہیں کہ مولوی صاحب، صوف اپنی جرات اور صداقت کا ثبوت کہاں تک پیش کر سکے
 ہیں۔ حل میں مبارک ہو۔

مذکرہ میں کیا فیصلہ ہوا؟

اسکو ہم رسالہ فیصلہ لکھیں بالذیل کہ چکے ہیں قاضی القضاۃ ملک تاج محمد
 مفتی محمد اللہ بن علیہ اور قاضی محمد شفیع محمد بن علیہ مفتی محمد بن علیہ
 محمد بن علیہ مفتی اور دوسرے علماء کرام کے قاضی شافعہ کر چکے ہیں۔ لیکن ان کے برعکس
 مولوی ثناء اللہ صاحب فرماتے ہیں۔

سلطان ابن سعود شاہ حجاز کے پاس اس سدا کہ پیش کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سلطان

نہ بار میں ۱۳۰۰ھ اور ۱۳۰۱ھ میں کہ پھر ستر کر دیا گیا اور فیصلہ ہو کر اربعین میں جو مصنف

پر فتویٰ لکھا گیا ہے صحیح نہیں ہے (اجنہ دہلیوٹ ۳، مہرہ ۱۳۰۰ھ)

اس سے بڑھ کر اور کیا کذب و اخترا ہو سکتا ہے کہ جس چیز کا کوئی ثبوت کوئی تحریر کوئی کتاب
 کوئی شہادت ان کے پاس نہیں، اس کو اس حدیث اور احادیث کے ساتھ پیش کرے ہے میں اس کے
 بعد ہمیں بتایا جائے کہ اگر وہ بدل کر بیب وہی اور تلبیس نہیں تو پھر اور کونسی چیز ہے جس کو
 ان نامہ سے تعبیر کیا جائے؟ کیا قاضی القضاۃ اور قاضی محمد اور دوسرے علماء کی ان تصانیف
 کے بعد کوئی کہ کتاب ہو کہ اس کا فتویٰ غلط قرار دیا گیا ہے؟

قاضی القضاۃ فرماتے ہیں۔

اعا بعد فانی قد وفقت علی ما کتبہ الشیخ ثناء اللہ الامری من تفسیر

الکتاب العزیز فرمایم قد تبع فی مواضع منه طریقۃ المتکلمین من تأویل

الاستواء وغیرہ المخالفة لطریقۃ اهل السنة والحديث . . . ودعوتہ

الی الرجوع فی مسلک اهل السنة والحديث ومع ذلك اصدق عاقل (نمبر ۱۳)

مولوی ثناء اللہ صوف سہری کی تفسیر قرآن مجید کو چھوٹا کیا اس میں کئی ایک آیات کی تفسیر

میں مولوی صاحب متکلمین کے نقش قدم پر چلے ہیں جیسے استہلال علی عرض کی تاویل

... ہے اور دوسرے مسائل جو طریقہ اہل سنت اور اہل حدیث کے خلاف ہیں۔

جس کا اہل حدیث اور اہل سنت کے مسلک و مذہب کی طرف رجوع کرنے کی

محبت دی مگر دعواس کے انہوں نے اپنی غلطیوں پر اصرار کیا اور معاذ اللہ
روش اختیار کی۔

قاضی محمد فرماتے ہیں۔

و قد خالطنا مجلس الامام عبد العزيز ايداه الله وطلبنا منه الرجوع عن
عقل وذهاب وهو مصر على بدعت وغللا لئلا (لخص) زبند کت
بجہ مولوی ثناء اللہ سے امام عبد العزیز کے سامنے بات بیت کی اور آخر میں اس نے ظہر
کیا کہ اپنی غلطیوں سے رجوع کرے مگر اس نے ایک نسخہ اور وہی طرح یہاں سے بھاگ گیا
اپنی بدعت اور گمراہی پر مصر رہا۔

شیخ من بن دوست الاثنی عشری فرماتے ہیں۔

حضرت امام کی طرف سے مسجد الحرام میں قرآن و حدیث کے درس کے لئے مقدم کئے گئے ہیں
بعد فقد اطلعت على الرسالة السبابة بالاربعين ملامتا عبد الحق الغزنوی فی
الرد ثناء الله... فاقول والخال هذا التفسير منسوب لثناء الله انما جعل
سوء وعبد هوئی واسير نفس و انسان بدعت... وما ذكره
الاستاذ عبد الحق الغزنوی فی الاربعين هو الحق (لخص) زبند کت
استاذ عبد الحق گزنی کا رسالہ "اربعین" جو مولوی ثناء اللہ کے مدرس میں کہا گیا ہے میں نے بکجا
... اس پاس میں میری رائے ہے کہ یہ حقیقت ہے کہ تفسیر القرآن بکلام القرآن مولوی
محمد شمس کی طرف سے ہے اور وہ ایک برآمدی ہے اپنی خواہشات کا غلام اور اپنی
نفس کا قیدی اور بدعتی ہے... استاد عبد الحق نے "اربعین" میں جو لکھا
ہے وہی حق اور صحیح ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کو چیلنج

یہ مولوی ثناء اللہ صاحب بھی ایسی کوئی تحریر پیش کر سکتے ہیں جس سے ان کے بیان کی
حقیقت ہو سکے کہ "اربعین" مسترد کر دی گئی اور فتویٰ "اربعین" غلط قرار دیا گیا جیسے کہ آچے احمد ریش
... میں لکھا ہے۔ اگر یہ سب سچا ہے تو اس کا اعلان کرتے ہیں کہ مولوی صاحب کو فخر
... دی دستاویز کوئی شہادت پیش نہیں کر سکتے۔ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب

کے پاس ایسی کوئی تحریر ہے تو ہم انہیں چیلنج دیتے ہیں کہ وہ اس کو بھنبہ شائع کر دیں گی۔
مولوی ثناء اللہ صاحب میں یہ ہمت اور جرات ہے کہ اس صداقت آزما چیلنج کو قبول کریں؟

مولوی ثناء اللہ صاحب کی کذب بیانی

دوسرے کذب و افتراء جو ہدایت دہری اور بے ہلک سے ساتھ خوار المحدث، اردو سیرۃ النبی
میں شائع کیا گیا ہے وہ مولوی صاحب برصورت کی صداقت اور دیانت کیلئے
ایک بہترین ضمانت ہے فرماتے ہیں:-

”اس رسالہ میں کلام میں شیخی عبداللہ بن بیہد (جہ کے فتاویٰ درج ہیں جن
میں مذکور ہے کہ معوضہ تفسیر القرآن سے مسائل صفات ستورا لہرہ میں مشعلیں کی روک
اختیار کی ہے اس کو چاہے شک پریش پھر اگر سلف کی دشمنی کیا کرے اور غزنوی صاحب
اربعین کو جلا دیں۔“

اس بہتان محض کے متعلق سوائے اسکے اور ہم کیا کہہ سکتے ہیں کہ سبوانک هذا بہتان عظیم
فیصدک ہزاروں کی تعداد میں شائع ہو چکا ہے اس میں جس قدر فتاویٰ قاضی القضاۃ شیخ
عبداللہ بن بیہد اور دوسرے علماء کے درج ہیں ان میں یہ لفظ کہ غزنوی صاحب اربعین
کو جلا دیں کسی ایک فتویٰ میں صراحتہ یا کنائہ یا استیلا یا اس مضمون کی کوئی ایک سطر
یا حرف موجود ہو تو کوئی ثناء اللہ صاحب صادق اور کاذب اور اگر یہ مضمون کسی فتوے
میں موجود نہیں تو پھر اس سے زیادہ شرمناک جھوٹ اور گوی نہیں ہو سکتا اور ایک اخبار
کے ایڈیٹر کے لئے اس سے زیادہ ذلیل اور خیر ذرہ والا حرکت کوئی نہیں ہو سکتی۔ ہم نہیں
سمجھ سکتے کہ مولوی صاحب جو بیعت کو ان بہتان طرازوں اور افتراء زموں سے کیا صل
ہو گا یا کیا وہ اس طرف توکوں کی آنکھوں میں نہ کہ رنگ کر اپنا اوسیدہ کرنا چاہتے ہیں
مگر ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ تمام افتراء میں علامہ اہل بصیرت عبداللہ بن معمرات ان کے
فریب کارانہ طریقوں کو خوب جانتے ہیں ان کے باطل اثرات سے وہی آگاہ مت ڈرتا
ہیں جن کے لئے فرمایا ہے ”من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا و اتبع هواہ کان امرا فرجا“

اربعین کو جلا دیں

مولوی ثناء اللہ صاحب نے بڑی جرات اور بے ہلک سے اس کذب بیانی کی کہ رسالہ

یہ حدیث میں مسخ بخیر اللہ بن علیہ اور دو مسکین علماء کے فتاویٰ میں آج ہے کہ غزنوی صاحب
 حسین کو جلا دیں وہاں آپ نے اپنے دہل و فریب اور عیاد و طریق کار و اس میں ختم کا ایک اور
 تصویر تان ملاحظہ بھی اخبار الحمد میث ۳۰ دسمبر ۱۳۲۹ء میں دیا ہے

میں اس کتاب (فیصد گنگا) کے دیکھنے سے بہت متاثر ہوا کیونکہ اس صاحب کے لفظ سے ہرگز
 کہہ سکتا ہے کہ وہ عین مودہ کا فتویٰ پارٹس میں لکھا گیا ہے۔ مگر قابلِ ملاحظہ ہے کہ اس کا پتہ
 مئی ۱۹۳۱ء کے صوم ۳ مسلم ۱۲ پر مبنی ہے مضمون متا ہے کہ مولوی جلال الدین غزنوی صاحب

کو ملا دیں۔

مسلم ہوتا ہے کہ اربین کا خوف کچھ ایسا مولوی صاحب موصوف کے دل و دماغ پر چھایا ہوا ہے
 کہ وہ ساختہ ان کے دل و زبان اور قلم سے یہی نکلتا ہے کہ "اربین کو جلا دو" اور کیا عیب ہے کہ
 ان کو سوتے ہوئے بھی اربین کے خوف سے یہ بڑبڑاتے ہوں کہ اربین سے بچنا چاہیے یا بچنا
 نہیں چاہیے اربین کو جلا دو گویا آپ کو آرام و اطمینان اور بے خوفی کا سامن نہیں آتا بلکہ اربین
 جلا دیا جائے اس لئے آپ دہل و فریب عیاری گلاب و انتر و قرص ہائے ناہانہ ہر قسم کے فرائض
 و مسائل اختیار کر کے پوری کوشش کرتے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح عوام کو غلط فہمی سے دور رکھیں
 کہ حدیث ایک مروجہ کتب کے ذریعہ دوکانداروں کو قائم رکھیں۔

فیصد گنگا صوم ۳ کے مذکورہ بالا حوالہ کو نقل کر کے مولوی صاحب موصوف بڑی خوشی کا اظہار
 کرتے گویا اپنی روایتی عیاری کا مزید ثبوت پیش کر رہے ہیں کیونکہ یہ اخبار اہل حدیث
 کے ہر مسئلہ سے نقل کیا گیا سیاق و سباق سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی اور شخص سے حوالہ
 نقل کیا گیا ہے۔ مگر یہ خبر سچا ہی ہے کہ یہ کسی عبارت کا حوالہ ہے اس کے الفاظ مجسمہ
 لکھی ہیں جو اہدیت ۸ اکتوبر ۱۳۲۹ء میں شائع ہیں۔

۳۔ کسی مصلیٰ سے اس عبارت کے ساتھ الحمد میث ۸ اکتوبر ۱۳۲۹ء کا حوالہ ہوا چھوڑ گیا
 ہے۔ یہ فیصد گنگا کی تصحیح جہاں اور مقامات میں کی گئی وہاں یہ تصحیح غلطی کر دی گئی
 تصحیح شدہ مولوی صاحب موصوف کے طلب کرنے پر لکھنؤ یا گیا اور اس کے
 طلب کرنے پر لکھنؤ گئے۔ لیکن مولوی صاحب موصوف اپنی مکتبہ
 کے کاتب کی غلطی سے ناہانہ فائدہ اٹھاتے ہوئے سیاق و سباق
 ثابت کو نظر انداز کر کے اس سال مذکورہ میں قاضی القضاۃ اور دوسرے

علامہ نجد کی اربعین اور تفسیر ثنائی کے متعلق صاف و صمیمی تحریروں کو ہمیں پشت ڈال کر انھیں بھلاسنے لگے اور ان کے خوش ہونے کو فرخندہ خیال بھی مان گئے کہ دربار سلطانی میں اربعین کے جلوس کا حکم دیا گیا!

سچ ہے کہ انوار الحق فاضل مائتھت تبے جیاباش برج خواہی کن: حب انوار
ثقاہت اور صداقت کا حجاب چاق کر کے خوف و خشیت الہی کو دور کر دیتا ہے پھر اس کے
اسی قسم کی تمام عیاریاں اور فریب کاریاں جائز ہو جاتی ہیں۔ نہ صرف یہ بلکہ ان سب کا ریون
پردہ فر کرتا ہے اور اس پر خوشی کا اظہار کرتا ہے سچ ہے یقیناً لعنہ الشیطان مودہ علیہ
اگرچہ انصاف پسند دوست اور اہل بصیرت حضرات اس معاملہ میں مبتلا نہیں ہو سکتے
یہ مولوی صاحب موصوف کی طرف سے اہل حدیث اور برہنہ میں دیا گیا ہے کہ سلطان دربار
میں اربعین کو ستر کر دیا گیا اور فیصلہ ہو گا کہ اربعین میں یا مصنف (تفسیر ثنائی) پر فتویٰ لکھا
جے۔ یہ صحیح نہیں بلکہ اربعین جلوس کے قابل قرار دی گئی لیکن عوام کے سامنے اس حقیقت
کو اوسے نقاب کرنے کی غرض سے اور ثنائی ٹولی کے لوگوں پر اتمام حجت کے لئے مجاہد سلطان
کے اراکین میں سے کھلاڑیوں کی شہادت پیش کرتے ہیں امید ہے اسکے بعد سوائے کسی
حقائق العجب اور صلہ کے اور کسی پر حق مطلق نہ رہے گا۔

علامہ توفیق شریف کی شہادت

علامہ توفیق شریف صاحب کسی خاص صفت کو محتاج نہیں ہیں آپ مقرر عالم اسلامی
کے گذشتہ موسم حج میں جنرل سیکرٹری تھے اس وقت ہندوستان میں آپ حضرت امام
کی طرف سے کار خاص پر مامور کر کے بھیجے گئے ہیں۔ آپ اس مجلس میں موجود تھے اور تمام گفتگو
کو انہیں نے خود سنا اور واقعات کا پچھتم خود سامنے کیا اسلئے ایک غیر جانبدار ہونے کا ثبوت
ہے ان کی شہادت اس باب میں سب سے زیادہ وسیع اور دلی ہوگی بشرطیکہ تعصب اور نفرت
سے کنارہ کشی کی جائے!

علامہ موصوف کا مندرجہ ذیل خط حضرت مولانا عبدالواحد صاحب غفرلہ کی کتاب ہے۔
اس خط میں مولوی ثناء اللہ صاحب کے معاملہ کے علاوہ اور بھی فردی امور کا ذکر ہے اس نے
بغرض اقتصاد مولوی ثناء اللہ صاحب کے متعلق جو انہیں نے ذکر کیا ہے وہ نقل کر دیتے ہیں۔

سے جس چیز پر پوری روشنی پڑ جائیگی کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے ۲۰ مئی ۱۹۲۶ء
میں فرمایا ہے کہ

سودا اور ہادیس مردودہ اور مردہ اربعین کو کبہ مستویا گیا ۱۱۔ فیصلہ ہیکہ اربعین میں ہر
نہی لکھا گیا ہے صحیح نہیں ۱۲

اس کے صحیح ہے اور کہاں تک اس دعویٰ میں صداقت و دیانت ہو کام لیا گیا ہے ۱۳

خلاصہ خط

اسیالاخر ثناء اللہ فصیح مخطی بجا فصل والثبات اجرم اما ما ذکرہ عن
لسان الإمام ایدہ اللہ فلا اصل لہ ولا فصل بل اختلاف و اختلافی ولو مختلف
تعدا وبتا یصح کتب بل اختلافہم کان فی ان من یقول ہذا یحل بخروج اللہ
لاسلامیۃ ویکو بار تدا وکفر ۱۴ م ساف ۱۵ اختلاف فی العقوبۃ لانی حۃ
ما کثر او خطا وفسادہ لکون ہذا لا اعتقاد واما معانیہ لا اعتقاد جمہور
لسان و معانیہ الاحکام الکتاب والسنن امر لا خلاف فیہ متفق علیہ
بین الجمعین ۱۶

۱۔ اسود بھائی ثناء اللہ کا سورہ اپنے جرائم کی وجہ سے بوجہ نیمہ سلفی لفظ دعا اور خطا
ہے ۲۔ اور جو اس نے حضرت امام عبدالعزیز بن سودا سے یہ اشخاص کی طرف نسبت کیے فکر کیا
ہے ان کے لئے کوئی اصل نہیں بلکہ وہ محض افتراء اور بہتان ہے اس راوی ثناء اللہ صاحب کی
تصنیفات کی بناء پر ملائے بغیر کسی اختلاف کے ان کو مجرم قرار دیا ۱۷ ان اختلاف پر شاکر آیا
ان کے معتقدات کی وجہ سے ان پر کفر اور ارتداد کا فتویٰ جاری کر دیا گیا ۱۸ اختلاف صحت و
بطلان کے متعلق دعا بلکہ ان کے لئے سزا تجویز کرنے میں حق ان کے اعتقاد باطل پر غلط
تمام سب کے عقیدہ اور کتاب و سنت کے خلاف سمجھنے میں ان اختلاف نہیں بلکہ تمام سب کے
نزدیک پر ایک متفق پر حقیقت ہے ۱۹

۲۰۔ اس سے پاس موجود ہے جو صاحب چاہیں دیکھ سکتے ہیں ۲۱

مولوی ثناء اللہ کی کذب بیانی

فیصلہ سلطانی نہ ماننے کیلئے حیل تراشی

مدعی یا مستغیث کون تھا؟ اربعین کس نے پیش کی؟ مسئلہ استونی علی العرش
مولوی ثناء اللہ صاحب کے لکھنا اور سننا یہ تھا کہ شاہی بنا پر وہ سلطان سے فیصلہ صادر ہوا اور
صاحب موصوف کو قاضی باطلہ سے رجوع کرنے کے لئے سلطان نے حکم دیا لیکن مولوی ثناء اللہ
نے اپنے روایتی انگار اور تاریخی منہ ہٹ دھری نگہاں اعانت کی وجہ سے حضرت امام کے حکم ماننے سے
انکار کر دیا نہ صرف انکار ہی کیا بلکہ اُنٹھ رک توڑ کر ڈانٹے لوگپ نے غرض سلطان پر آخر میں کس
شرع کر دینے کو توبہ پار جو ع کے لئے جو مسودہ پیش کیا وہ خلاف قانون اور خلاف شریعت اور
ناقابل قبول تھا پہنچا پھر آپ ایک دور قیامتبار میں فرماتے ہیں :-

”اس صاحب سچے اصیل و مستغنی نہیں کہنے لگے کہ مدعی ادا و مستعد ہوا سلطان سے بھرپور مدد

دہیں کی صحت پر پیش کیا تھا اس دفعی (۱۱ اربعین) میں مسئلہ استوار نہ کر نہیں ہے اس لئے

دفعی سے مذہبات کو جس سنا نہیں چاہتا کیا حکم پر مستحکم ہے :-

اس تحریر میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے پوری عیاری اور دجل سے کام لے کر بہت بڑی فطرتی
کرنے کی کوشش کی ہے اسلئے ہم چاہتے ہیں کہ اس کو بھی صاف کر دیں کہ (۱) ہمیں سے مدعی یا مستغیث
کون تھا؟ (۲) اربعین کس نے پیش کی؟ (۳) کیا واقعی غلط سلطان نے مولوی صاحب کو
کو کسی بے قاعدہ یا خلاف شریعت فیصلہ پر عمل کرنا یا جہد کرنے کا حکم دیا؟
پہلے اور دوسرے سوال کا جواب ہم مولوی ثناء اللہ صاحب کی تحریر سے دیتے ہیں اور تمام انصاف
حضرات سے امید کرتے ہیں کہ وہ اس پر پوری توجہ فرمائیگی :-

مدعی یا مستغیث مولوی ثناء اللہ صاحب تھے

اجداد اہل بیت ۸، اکتوبر سن ۱۲۷۵ منورہ کالم ۲ میں ”سلطانی دربار میں گفتگو شکستہ خزانہ جو واقعات
قلندر کئے گئے یہ خود مولوی ثناء اللہ صاحب کے اپنے لکھے جئے ہیں اس مضمون میں مولوی صاحب
موصوف کے پہلے سلطان العظم کے مندرجہ ذیل الفاظ نقل کئے ہیں :-

”مجھے معلوم ہوا ہے کہ برادران اہل بیت ہند میں کچھ اختلاف ہے اسلئے میں نے آپ لوگوں کو بلایا

جی مصالحت ہو جائے۔

۱۔ بعد جو گفتگو ہوئی ہے اس میں سب سے پہلے جو چیز نمایاں طور پر نظر آتی ہے وہ یہ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے ایک نیا جگہ اہواز ہے کہیں کچھ عرض کروں، غلط سلطان نے فرمایا۔ اس میں کچھ سی صاحب موصوفے کھڑے ہو کر ایک تحریر پڑھی یہ تحریر عربی زبان میں ہے یہ تحریر اور اس کے بعد جو اخبار المحدث کے دو کالموں میں نکلی گئی ہے ہم اس کے خوب طوالت مضمون نہیں لکھ سکتے ہیں تمام حضرات سے درخواست کرتے ہیں جیسے پاس اخبار المحدث موجود ہے کہ کچھ نظر ڈالیں اس سے معلوم ہو جائیگا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس تحریر کو کھڑے ہو کر ایک تینیت اور عربی تینیت میں پڑا اور بھی ظاہر کیا کہ میں بہت سی تفصیلات کا مستحق ہوں میری تفسیر و تفسیر القرآن (مجلد ۱) پر دیکھیں بعد ازاں نے تعاقب کیا اور ایک رسالہ اربعین اس کے رد میں لکھا اور پھر اس کی لکھا یا کہیں المحدث سے خارج ہوں، صلاک لکھ کو معلوم ہے کہ میں قرآن اور حدیث پر محدثین کی طرح زبان رکھتا ہوں اس تحریر کے بعد مولوی صاحب موصوفے نے سلسلہ تقریر کو جاری کرتے ہوئے فرمایا کہ:-

۲۔ ہم نے بعد ازاں نے جو عوام ہم پر لکھائے ہیں ان کا خلاصہ ان کے الفاظ میں یہ ہے (الصحیح)
 لکھا کہ کہیں نسخ کاغذ نہیں سوجھتا اور کرامات کا منکر ہوں نقدیہ اور عرش سے اٹھاری
 ہوں وغیرہ (المحدث ۲) لکھتے ہیں (۱۹۲۷ء)

۳۔ بعض کے دیکھنے کے بعد یہ امور بالکل صاف اور منقطع ہو جاتے ہیں:

۴۔ سب سے پہلے مولوی ثناء اللہ صاحب نے تحریر پڑھی اور تقریر کی:

اب اس وقت تک مولانا عبدالواحد صاحب مولوی نے کوئی تحریر یا تقریر نہیں کی!

۵۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنی تقریر میں اپنے آپ کو مظلوم ظاہر کیا اور انہیں شائع کرنے کے خلاف یہ احتجاج دائر کیا کہ انہوں نے مجھ کو ناگوار کیا اور ہوا میں لگایا ہے کہ میں المحدث کا چھوڑ بیٹھا ہوں!

۶۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنے دعویٰ کا استغاثہ کی تقریر اور تائید کیلئے بطور ثبوت

کہ کوئی چیز کیا اور صفحہ ہمارا نہیں کا دیکھا کہ یہاں دیکھئے یہ کچھ الزامات لگائے گئے ہیں!

۷۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کے اندر جو دکھائے گئے ہیں ہماری طرف سے نہیں بلکہ اخبار المحدث میں اس طرح صاحب موصوفے نے لکھے ہیں:-

اربعین کسے پیش کی؟

اس امر کے متعلق جو جاتے کے بعد کیا اس میں کچھ بھی شبہ نہ رہتا ہے کہ جیسے سب سے پہلے دینی
اپنا دینی پیش کرتا ہے اسی طرح مولوی شتا اللہ نے اپنا دینی پیش کیا کہ میں بے گناہ ہوں اور
اربعین والوں نے مجھے ناکرہ گناہ پر تعدی اور زیادتی کی مجھ پر الزامات لگائے مولانا عبد الوہاب
صاحب غزنوی نے کوئی دینی نہیں پیش کیا بلکہ دینی علیہ الصلوٰۃ کی حیثیت میں تھے۔

اربعین کو مولانا عبد الوہاب صاحب نے نہیں بلکہ مولوی شتا اللہ صاحب نے پیش کیا اور اپنے
دینی کی تائید اور استغاثہ کی شہادت میں پیش کیا کہ فریق ثانی یا دینی علیہ کے جن الزامات کا ذکر کیا
ہوں وہ اربعین کے صفو پر موجود ہیں اس کے ساتھ اربعین کی عربی عبارت بھی نقل کرتے ہیں۔

لا یقر بالناصی والمنسوخ والتقدیر والمعجزات والکرامات علی وجهها وکذا لک

صفات اللہ تعالیٰ والنظرائی وجه اللہ یوم القیمة وللیزین والعرض

واللوح المحفوظ وغیرہ (اربعین ص ۱۰۰) اب سیف مکتوبہ مشلا م

مولوی شتا اللہ نے ناسخ و نسخ اور تقدیر کفار ہے اور دوسری کرامات کو صحیح معنوں

میں مانا ہے اور اس طرح صفات الہی کو بھی صحیح معنوں میں نہیں مانا۔

دقیقت کے مدن دیدار الہی کا قائل ہے نہ لوح محفوظ نیز ان اور نہ عرش کا قائل ہے

(ہر جرح سے علم ناظرین کی تعلیم کے لئے لکھا)

اس عبارت کے پیش ہو جاتے کے بعد مولانا عبد الوہاب صاحب غزنوی پر لازم تھا کہ بحیثیت دینی علیہ
جواب دیں اور اپنی بریت کا ثبوت دیں کہ جسے الزام نہیں لگا یا بلکہ واقعی مولوی شتا اللہ صاحب
نے ویسی ہی تفسیر کی ہے اور حضرت ام کو یہ حق حاصل تھا کہ اس مسئلہ میں سے جس مسئلہ کو چاہیں
اہم قیام ہم کے مطابق پہلے بحث میں لائیں چنانچہ انکا عرض ہے کہ جب حکم حضرت ام گفتگو شروع
ہوئی۔ مولانا عبد الوہاب صاحب غزنوی دینی علیہ کی طرف سے بغیر حق و ظاہر و بات جواب دیا گیا کہ جسے

الزام نہیں لگا یا بلکہ مولوی شتا اللہ صاحب نے تفسیر القرآن بحلام الرحمن ص ۱۰۰ میں آج کر یہ

وَجَعَلْ عَرْشَكَ ذَرِيَّةً قَوْصَمَ يَوْمَئِذٍ عَمَّا فُتِرَ تَفْسِيرُ عَمَّا فُتِرَ

حمل الثانیۃ کناۃ عن عظمت کبریاۃ لقوله تعالیٰ لمن الملك الیوم ولله

الواحد الغیاور ص ۱۰۰ میں آج کر یہ وکان عرشہ علی الماء فی تفسیر میں لکھا ہے

ای حکومتہ قبل خلق السماء والارض اور اسی طرح سورہ مومنین صفحہ ۲۹ میں
ذوالعرش کی تفسیر ملک ملک سے کرتے ہیں۔

اس کی تائید قاضی القضاۃ نے بھی کی اور حضرت امام کی ترجمہ مولوی ثناء اللہ کی تفسیر عربی کی نظر
آئی کہ جہاں مولوی صاحب موصوفے آیت "نظر استوی علی العرش" کی تفسیر
تے ہوئے لکھا ہے: "ای نفذ احکامہ عن ماخلق و دبیر امرہ" اور حاشیہ میں لکھتے ہیں
استواء علی العرش کنایۃ عن تنفیذ الاحکام۔ اس میں مولوی صاحب
موصوفے اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت استواء علی العرش کا بھی انکار کیا ہے اور عرش
کے وجود کا بھی انکار ہے کیونکہ آپ نے آیت "نظر استوی علی العرش" کا معنی یہ کیا ہے۔ اللہ
تعالیٰ نے مخلوقات پر احکام نافذ کئے: "عاشیہ تفسیر میں اس کی مزید تفسیر فرماتے ہوئے لکھتے
ہیں کہ لفظ استوی علی العرش بطور کنایہ کے استعمال کیا گیا ہے۔ مقصد اس سے صرف احکامات
کا نافذ کرنا ہے جس کا معنی صاف یہ ہے کہ عرش ہے اور استواء عرش بلکہ اجزاء احکام تنبیہ
مکام کے لئے ایک تمثیل ہے اور پس۔ یہ مکمل علم ہاتھ سے ہی کر عجب و باطن میں جب کسی فیاض
یعنی کوئی طویل الیڈ (لجے ماتہ والا) کہا جاتا ہے تو اس کا معنی یہ نہیں ہوتا کہ وہ لجے قداد
لجے باتوں کا ہے بلکہ اس کی وحدت و خدادت کیلئے ایک تمثیل اور عہدہ تمثیل ہوتا ہے پچا ہے وہ
تہ بہت قد اور چھوٹے اٹھ کا کیوں نہ ہو لیکن اس کی فیاضی اور خدادت کی وجہ سے اسکو لجے آفت
و طویل الیڈ کہا جاتا ہے۔ اسی طرح یہاں بھی مولوی ثناء اللہ صاحب کی تفسیر کے مطابق ہمیں
ستوا علی العرش کنایہ ہے اجزاء احکام اور تدبیر امور سے تو ظاہر ہے کہ استواء اور عرش دونوں
مفاد بعض بطور استعارہ کے ذکر کر دیئے گئے ہیں:

پس اس تفسیر کے بعد کیا حقیقت بے نقاب نہیں ہو جاتی کہ مولوی ثناء اللہ صاحب محدثین
کے مسلک کے خلاف ذواللہ تعالیٰ کی صفت استواء علی العرش کو اور نہ عرش کو صحیح معنوں میں
دیتے ہیں۔ اور اس حقیقت کے بے نقاب ہو جانے کے بعد کیا حضرت امام ذوالقاضی القضاۃ کو حق
رسل نہیں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی پیش کردہ عبادت الٰہیین صفحہ ۱۰ (مذکورہ بالا) کی بنا پر ان
بکس کیوں کہ الزام نہیں بلکہ اعتراض صحیح ہے کہ عرش اور صفت الٰہی استواء علی العرش کو صحیح
معنوں میں نہیں مانتے اسلئے تم اس عقیدہ سے اور سلاوہ ازہی ان تمام عقائد سے رجوع کرو جو
مسک بل حدیث اور مسلک اہل سنت والجماعت کے خلاف ہیں ہم کہتے ہیں اور ہر ایک صاحب بصیرت

ہمارے ساتھ اتفاق کر چکا کہ بے شک ان کو یہ حق حاصل تھا کہ اربعین منک کی مذکورہ بالا عبارت کے پیش ہو جائے اور اس کے صحیح ثابت ہو جانے کے بعد مولوی ثناء اللہ صاحب کو ایسے مذاہب طریقی پر حکم دیں کہ جس سے عرض اور ثناء تعالیٰ کی صفت استواء علی العرش کا بھی اقرار ہو جائے کیونکہ اگر صفو ۳ کی مذکورہ بالا عبارت میں یہ لفظ بھی موجود ہوگا۔ لیکن اوصاف اللہ تعالیٰ ۱۵ اور اس کی یہی صورت مناسب بلکہ مناسب تھی جو قاضی القضاۃ نے حضرت امام کے حکم سے اختیار کی کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے تنوی علی العرش میں محدثین کے مسلک کی طرف رجوع کر کے لکھا کہ اس میں عرض کا بھی اقرار آتا ہے اور ثناء تعالیٰ کی صفت استواء علی العرش کا بھی صحیح معنوں میں اقرار ہو جاتا ہے

مولوی ثناء اللہ کی مجرمانہ خیانت

مولوی صاحب جو صوفی جہد و یکساں فیصد سلطان ان کی ثناء کے خلاف ہیں اور انکی مزاحمت و شہرت پر اس قدر حسد ہے کہ اپنے حسب عادت ہی کو ٹھکراتے ہوئے مجرا و راہ انت کا انہما کیا اور قاضی القضاۃ کے مسودہ فیصلہ پر اعتراض کرتا شروع کر دیا کہ مسئلہ استواء علی العرش کا اربعین سے کوئی تعلق نہیں اور اپنی باطل پرستی و رجحان کو ثابت کرنے کے لئے اربعین عربی صفو ۳ کا حوالہ لکھتے ہوئے جہاں کا اردو میں ترجمہ الحمد للہ در لکھنؤ پرنٹنگ میں لکھتے ہیں تو مسہرات اکرامات تقدیر اور عرض کا انکار تو لکھ دیتے ہیں لیکن صفات الہی سے انکار کا لفظ کما جاتے ہیں کیونکہ ظاہر ہے کہ اس لفظ کے بعد مسودہ فیصلہ پر یہ اعتراض کہ استواء علی العرش کو اربعین سے تعلق نہیں بلکہ غلط اور بے معنی ہو جاتا ہے کیونکہ استواء علی العرش بھی اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ہے۔ محدثین اور معتزلہ کے درمیان اس مسئلہ میں بہت اختلاف رہا، لیکن استواء کے فضل و کرم سے محدثین کرام کو ہمایہ کی جوتی کی طرح اپنے عقیدہ پر پورے عزم و استقلال کے ساتھ قائم رہے۔

دوسری خیانت

مولوی ثناء اللہ صاحب نے یہ دیکھانے کے لئے کہ غلط سلطان یا قاضی القضاۃ شیخ عبد اللہ بن عبدہ کو اگر اعتراض تھا تو صرف مسئلہ استواء علی العرش میں تھا اور باقی کسی چیز میں اختلاف یا اعتراض نہ تھا۔ ثناء اللہ یہ طریق خیانت کی ہے کیونکہ قاضی القضاۃ نے جو تہ نامہ ان کے سامنے پیش کیا اور جس پر انہوں نے دستخط نہیں کئے اس میں یہ مسئلہ کے علاوہ غلط کامی نہ تھا جسے مولوی ثناء اللہ نے ثناء

ڈر نہیں کیا۔ ہاں اخبار اہلحدیث، مکتوبہ شہداء میں ایک تحریر کو قاضی عبداللہ بن بیہد کی طرف منسوب کر کے
مکالمہ لکھتے ہیں جس پر ظاہر ہوتا ہے کہ انہیں مولوی شہداء اللہ سے صرف مسئلہ استثنائی علی العرش میں اختلاف
ہے اس تحریر کے متعلق سب سے پہلے تو یہ دیکھنا ہے کہ کیا یہ تحریر واقعی قاضی القضاہ کی ہے یا کسی اور کی
اس کے بعد چسپاں کیا ہے کہ آیا واقعی اس تحریر میں صرف مسئلہ استثنائی علی العرش کا ذکر ہے ؟

ہم پورے وقت اور ادعا کے ساتھ اعلان کرتے ہیں کہ جس تحریر کو مولوی شہداء اللہ صاحب
پیش کر رہے ہیں اس پر نہ قاضی القضاہ کے اور نہ کسی اور صاحب کے دستخط ہیں۔ وہ بالکل ایک غیر مصدقہ
اور جعلی تحریر ہے اور کسی طرح قابل قبول نہیں اور فیصلہ کہ میں قاضی القضاہ کی جو تحریر شائع ہو
ہے اس پر قاضی القضاہ کے دستخط اور محکمہ عدالت عالیہ حکومت نجد و حجاز کی مہر ثبت ہے ۔

پس ایسی مصدقہ دستاویز کے مقابل میں ایک نامعلوم تحریر کا جس کا سرسری لفظ اور یادداشت اس کی خلاف ورزی
جو کہ یہ تحریر کسی حیثیت کے بھی قابل اعتبار نہیں اس لئے اس کے معنوں سے بحث کرنا وقت کا ضائع کرنا ہے ۔

اربعین کی اشاعت

مولوی شہداء اللہ صاحب نے اہلحدیث، مکتوبہ شہداء میں اور دور قیامت میں افغانوں
کے قلوب و اذان پر ڈالنا چاہا ہے کہ مولانا عبد الواد صاحب طرغوسی نے اربعین کی شکل
میں مدہار سلطان کے سامنے دعویٰ پیش کیا اور اس پر ایک ملامت کھڑی کر دی جس کی گزشتہ
صفحات میں ہم نے اینٹ پر اینٹ بجا دی ہے۔ اب ہم چاہتے ہیں کہ بحث کے اس حصہ کو بھی نمایاں
طور پر واضح کر دیں کہ اربعین کا شائع کرنا اور اس کے ایک نسخہ کا عطرہ السلطان کے پاس موجود ہونا
قطعا اس کے مرادف نہیں کہ وہ ایک قسم کا دعویٰ ہے جو مدہار سلطانی میں پیش کیا گیا بلکہ اربعین
ایک فتویٰ ہے جو مولوی فتاویٰ شہداء اللہ صاحب کے خلاف ہندوستان کے اکابر علماء کی طرف سے صادر
ہو چکا ہے ۔

ہم نے بعض فتوؤں کی روک تھام کی ہے اس کی اشاعت نجد و حجاز میں ہی ضروری سمجھی
تھی اس سے عربوں میں مزید کر کے وہاں شائع کیا گیا۔ اور اسی اشاعت کے سلسلہ میں حضرت امام
علماء نجد و حجاز اور علماء مصر و نجد کو بھی اربعین دیکھنی۔ لیکن اربعین کا مختلف زبانوں میں ترجمہ کر کے
شائع کرنے اور مختلف علماء اور ذی اثر حضرات کے پاس اس کے پہنچا دینے کا ہرگز یہ معنی نہیں کہ وہ ایک
دعویٰ جو ان تمام حضرات کے سامنے پیش کر دیا گیا ہے حاشا وکلاً "کس قدر مضحکہ خیز مسئلہ لال اور
مکرم فریب کا کس قدر کہ یہ منظر ہے جسے مولوی شہداء اللہ صاحب پیش کر رہے ہیں ۔

مسئلہ استوی علی العرش

کے متعلق "فصل مکہ" میں ہم کسی قد تفصیل کے ساتھ لکھ چکے ہیں اس میں شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے مسلک کو خلاف طور پر دکھایا ہے کہ مولوی شہداء صاحب شاہ صاحب کے تلمذ عام طور پر مخالف دیکھتے تھے یہاں پر موت امام بیہقی کی کتاب لاسلہ والصفات کے ایک حوالہ کے متعلق ہم بحث کر چکے ہیں مولوی شہداء نے جس کتاب ہے باقی تفصیل ایک مستقل رسالہ پر پیش کرتے ہیں جو عنقریب انشاء اللہ شائع ہو گا ولسلہ التبیان

مولوی شہداء اللہ کا پیش کردہ حوالہ

"وفیما کتب الی لا ستاد بلو منصور ان کثیرا من متاخری اصحابنا ذهبوا الی ان الاستواء هو القعود والخلیۃ وحملوا ان العرش علی العرش وقصروا کتاب الاسماء والصفات بل یحق ملک - استاد ابو منصور شیری طوت یہ لکھا کہ ایک متاخرین شافعیہ کا یہ خیال ہے کہ استواء سے مراد قعود و علیہ ہے یہ آیت تم استوی علی العرش کا جسے کہتے ہیں کہ تعالیٰ عرش پر بیٹھا ہے افسوس کہ اس میں بھی مولوی شہداء اللہ صاحب نے دیانت کشی اور باطل پرستی کا بہت بڑا ثبوت پیش کیا ہے اس حوالہ سے پہلے جو کچھ امام بیہقی نے لکھا یا اس کے بعد لکھا ان تمام عبارات کو چھوڑ کر جو ان میں کو کہے جاوتے مخالفین نے کی کوشش کی ہم چاہتے ہیں کہ اس حوالہ سے پہلے اور بعد کے عبارتوں کے اقتباسات پیش کریں امام بیہقی نے سب سے پہلے اس مسئلہ پر قرآن مجید کی وہ آیت پیش کی کہ نہیں استوی علی العرش کا ذکر ہے اسکے بعد ابو زین العقیلی کی وہ مشہور حدیث پیش کی جس کا آخری حصہ یہ ہے ثم خلق العرش ثم استوی علیہ اسکے بعد فرماتے ہیں :-

"ثم لا استواء فالمتقدمون من اصحابنا ورضی اللہ عنہم کاخوالا یفسرہ فیہ کما یشکلون فیہ کفر مذہبہم فی مثل ذلک"

اللہ تعالیٰ کی صفت استواء کے متعلق ماننے سے تمام متقدمین کا یہی مسلک تھا کہ وہ اس کی تاویل و تفسیر و غور و غوض نہیں کرتے تھے اور یہی مسلک ان کا تمام صفات و اشیاء کے متعلق تھا کہ پھر اسکے بعد امام و داعی کا یہ قول نقل کرتے ہیں :-

"یقول کنا و التابعون متواخرون نقول ان اللہ تعالیٰ ذکرہ فوق عرشہ و فیہ نما و ردت السنۃ من صفاتہ جل و علا ۴۰۰ و تہمتا بیس ہی عقیدہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عرش کے اوپر ہے اور اللہ تعالیٰ کی تمام صفات پر اوپر ہیں یہاں رکھتے ہیں :-

پھر اسکے بعد امام مالکؒ کا مسئلہ استوی کے مطلق ایک واقعہ ذکر کرتے ہیں کہ امام مالکؒ کے پاس ایک شخص آیا اور اسنے دریافت کیا آیت "ثم استوی علی العرش" میں استوی کیا چیز ہے اور سنی کیا کیفیت ہے؟ اس سوال کا سننا تھا کہ امام مالکؒ پر ایک سکتہ سا طاری ہو گیا اور آپ پسینہ پسینہ ہو گئے اور فرمایا :-

"الرحمن علی العرش استوی كما وصف نفسه ولا يقال كيف وكيف وانت رجل
سوء صاحب بد عرقا خر حولا قلل فالخبر الرجل (وفی دعایہ عجمی بن عجلان)
قال الاستواء غیر مجهول والکیف غیر معقول والايمان به واجب والسؤال
عند بدلة وما ادراك الا مبتدعا"

اللہ تعالیٰ عرش پر بلند ہوا جیسا اس نے بیان کیا ہے اور ایمان ہے اس میں سوال نہ کرنا کہ عرش
عرش کے اوپر ہے یا نیچے نہیں اور اس میں سوال نہ کرنا تو جہتی ہے۔ لوگوں سے کہا اس کو پوری
مجلس سے بخار دینا پھر وہ نہ کیا اور سری نہ انت میں ہے کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی
صفت استوی معلوم ہے لیکن اسکی کیفیت معلوم کرنا ہماری عقل سے باہر ہے اور استوی
پر ایمان لانا واجب ہے اور کیفیت استواء کے متعلق سوال کرنا بدعت ہے اور تو مجھے بتانا
معلوم ہوتا ہے۔

۳ ہے محدثین کا مسلک اور یہ تھی انہیں حدیث کی سند اور اسکی ذات و صفات کے لئے طہارت و
حیثیت جو آج ایک مذہب منقود ہے "فلینک علی الاسلام من کان باکینا" ہم پہنچتے تھے اس
سلسلہ میں اور بھی اثر الحدیث کے قوال نقل کئے ہیں آخر میں فرماتے ہیں :-

"والا تثار عن السلف فی مثل هذا الكثيرة وعلى هذه الطريقة يدللنا
الشافعية واليهما ذهب احمد بن حنبل"

اور اس مضمون کی بہت سی روایات سننے والین سے ثابت ہیں اور یہی عام شافعیہ
اور امام احمد کا مذہب ہے۔

۴ ہم پہنچتے تھے آیات و احادیث "انما سلف" "انما السلف" کے بعد تباہ ترین شافعیہ کا یہ نقل
نقل کیا ہے جسکو مولوی خٹا اللہ صاحب پیش کرتے ہیں اور جتنے اسکے اوپر نقل کر دیا ہے کہ
ستواء یعنی تہر اور غلبہ کے ہے اور آیت "ثم استوی علی العرش" کا نسخہ ہے کہ اللہ تعالیٰ
عرش پر غالب ہوا۔ اسکے بعد امام جعفری فرماتے ہیں :-

"ولیس ذلک فی الایۃ بمعنی الاستیلاء لان الاستیلاء غلبۃ مع توقع ضعف
کیت کریم علیہ السلام" یعنی "ستیا نہیں ہے۔ کہو کہ عربی زبان میں استیلاء اس غلبہ کے

کہتے ہیں جس میں صفت مکروہی کا احتمال موجود ہو۔

جس کی متفرق تشریح ہے کہ استثنیٰ یعنی قہر و غلبہ کے اگرچہ عربی زبان میں استعمال ہے۔ لیکن کیمیت ثم استثنیٰ علی العرش میں یہ معنی صحیح نہیں کیونکہ استثنیٰ یعنی قہر و غلبہ یا استیلاء کے اسوقت استعمال کیا جاتا ہے جبکہ مکروہی اور دمانہ گی کے بعد غلبہ حاصل ہوا اور یہ ناممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ضعف و کمزوری کے بعد عرش پر غلبہ حاصل ہوا ہو اسلئے آیہ کریمہ کا یہ معنی کہ انبیاء کو عرش پر غلبہ حاصل ہوا قطعاً غلط ہے۔ پس امام بیہقی نے جو کچھ اس سلسلہ میں فرمایا ہے سب کو بالتفصیل دیکھ بیٹے کے بعد کیا کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ امام بیہقی کا وہی مسلک ہے جو مولوی شہاد اللہ صاحب فرماتے ہیں۔

متاخرین مقلدین اور ائمہ حدیث

اور صحیح ہے کہ بعض متاخرین شافعیہ اور متاخرین حنبلیہ صفت استثنیٰ میں تبادیل کی ہر نیکیں اسی طرح گرامر الحدیث حضرات نے متاخرین مقلدین وہ شافعی ہوں یا حنبلی کے اقوال کا سہارا تلاش کرنا شروع کر دیا تو پھر مذہب ائمہ حدیث کا خدا ہی حافظ ہے پھر بہت سی بدعات جائز بلکہ مستحسن اور موجب ثواب ثابت ہو جائیں گی۔ یہ عقوبت اور گنبدوں کا بنانا، مشائخ اور صلوات امت کی جبر و کبریت سفر کر کے جانا، انبیاء اور صلوات کے نام سے توسل حاصل کرنا، اہل قبور سے روحانی فیوض کا حاصل کرنا اور بہت سی بدعات سب جائز ہو جائیں گی ان لوگوں کو شرم کرنی چاہیے جو اپنے آپ کو ائمہ حدیث بلکہ سواد ائمہ حدیث کہتے ہیں اور تقریروں میں جب مذہب اہل حدیث بیان کرتے ہیں تو حدیث نبوی کی تشبیح کرتے ہیں، خاص طور پر لکڑی کی چھٹی بنا کر دکھاتے ہیں کہ یہ سیدھی چھٹی عربی ائمہ حدیث ہے جو صحابہ کرام تابعین ائمہ دین کے وقت سے برابر چلا آتا ہے اور یہ نیز بھی چھپیاں دوسرے فرقے والے ہیں جو اسلام کے عہد مبارک اور صدائوں کے بعد ظاہر ہوئے لیکن جب محل کا وقت آئے کہ تو وہی لوگ صحابہ کرام اور ائمہ حدیث کا مسلک چھوڑ چکا کیسے حکم لین کی خوش بینی کرتے ہیں کہیں محدث امیر کی تقلید کرتے ہیں اور انہیں متاخرین مقلدین کے درجہ کا سگ لٹائیے ٹکڑے ہوتے ہیں۔ شرم! شرم! خرم! خرم!

اور ہم انہیں اگر اپنی کے دھوکا کی طرف دعوت دیتے ہیں کہ ان کو صحابہ کرام اور ائمہ حدیث کے مسلک کو قبول کرو اور اہل کو کے دکھاؤ تو پھر ہم پر کیسے پھینکا جاتا ہے۔ ذرا حیات پر اتر آتے ہیں پھر نہ صرف ہیں بلکہ خاندان غزنویہ کے بزرگوں، نندوں اور مردوں پر طے کئے جاتے ہیں اور اسلئے اپنی خرافات، تہذیب اور علمی قابلیت کے مظاہرے کئے جاتے ہیں۔ افسوس صد افسوس! ہم نہیں سمجھنے کو مولوی شہاد اللہ صاحب محدثین کے مسلک کو چھوڑ کر سلف کے عقل و ثروت

۱۔ نیاز ہر ایک معترض، جیسے حکمین اور متاخرین مقلدین کی خوشنویس اپنے دل کی تسکین چاہتے ہیں پھر وہ جماعت اہل حدیث کو چھوڑ کر کیوں نہیں حکمین اور مقلدین میں شامل ہو جاتے؟ اور کیوں اس طرح جماعت اہل حدیث کی تعزین و اختلاف اور تہذیب کے موجب ہیں۔ ہے ہیں؟

جماعت اہل حدیث سے پہلے

اللہ کی ذات احد پاکیزہ صفات اور اس کی عظمت و کبریا کی تمام واسطہ دیکر جماعت سے ہم پہلے کہتے ہیں کہ اللہ کے دین کی مخالفت و عیانیت کے لئے کربستہ ہو جاؤ، اللہ کے دین میں کسی قسم کی مہنت کو ظاہر نہ کرو، دوستی، رشتہ داری، برادری اور پارسی کی جتنی تہذیب سے بالاتر ہو کر انصاف اور صرف انصاف کو سامنے رکھو:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا أَقْوَامًا عَدِلِينَ هَٰذَا قِسْطُ اللَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ أَلَّا تَكُونُوا

والا قدر ہیں

دیکھ لکھ کہ ان عہد مبارک میں مداخل کا اسلام ہر قسم کی بدعات و فحاشیات سے پاک اسلام پیش کر رہا ہے؟ کون صحابہ کرام اور ائمہ حدیث کے مسلک و مذهب کی اشاعت کر رہے؟ اور کون حکمین اور معترض و جہت کے مسلک کو مذہب اہل حدیث کا لباس پہنا کر پیش کر رہے؟ کون اللہ تعالیٰ کی صفات اور انبیاء کرام کے معجزات کے بیان کرنے میں صحابہ کرام اور ائمہ حدیث کے مسلک کو چھوڑ کر حکمین اور معترض کی تاویلات و تحریفات کو جماعت اہل حدیث میں مانج کر رہے؟ اور غلطی کیا ہو؟ کیا اس پر لٹاک مصیبت کے تصور سے تمہارے دین کے مدغم نہیں کھڑے ہو چکے؟ اگر اس قسم کے معترضانہ خیالات و عقائد کی اشاعت پھر کسی اتحاد و ملائمت کے جماعت اہل حدیث میں ہوتی رہی اور ایک اہل حدیث عالم کے نام سے اس قسم کی تعینات و تالیفات کا ذخیرہ جماعت میں شائع ہوتا رہا اور تمہاری طرف سے جہتی حیثیت کی کوئی انتساب کوئی ملامت کوئی انکار نہ ہوا تو تعالیٰ اسے اول نسل کی افتادی اور مذہبی زندگی پر کیا اثر نہ پٹا؟

مگر تم اس وقت اس کا تصور نہیں کر سکتے تو جاؤ خواجہ اجیری اور شرف الدین بھٹائی نظام الدینی پیران کبیر اور پاک بن کے عزائم پر جا کر دیکھو کہ آج خلیفہ کے نام پر حلق کیا کر رہے ہیں یا دیکھو اگر آج سننے مذہب اہل حدیث میں کسی قسم کی مہنت کو ظاہر کیا تو کل بھی سب کے ہاتھ اہل حدیث میں ہو گا۔ اللہ مذہب اہل حدیث کے نام سے ہو گا اور پھر یاد رکھو کہ اس ساری جہتیں اور مداخل کی ذمہ داری پھر ہوگی جنہوں نے وقت پر اس فتنہ کو روکا انہیں اور جنہوں نے روکنے کی کوشش کی ان کے منہ میں نکاح دیتے رہے!

پس اس سے پہلے کہ اپنی سرے گزر جائے اس سے پہلے کہ بدعتیہ کی دبا جماعت میں پھنسے

اس سے پہلے کہ تمہارے بزرگوں کی کوششیں خاک میں مل جائیں وقت کی نزاکت اور اہمیت کو پہچان لو پوری سختی کے ساتھ مولوی شہداء اللہ صاحب کے مطالبہ کو کہہ دو کہ یا تو وہ صحابہ کرام اور محدثین کے مسلک کے مطابق اپنے خیالات و عقائد میں اصلاح کریں اور ہاد و جماعت اہل حدیث کو چھوڑ دیں اور اپنے لئے کوئی اور میدان تلاش کریں کوئی اور جماعت بنائیں جو حکامین اور معتزلہ کے خیالات کی اشاعت کرے۔ لیکن جماعت اہل حدیث پر رحم کریں۔ اور اسکو اختلاف و تشکیک بھائیں۔

من انصاری الی اللہ

کون ہے جو اس عاجزانہ اور درد مند ازمہ کو سنے؟ کون ہے جو اللہ کے دین کی حفاظت اور مینے نکلنے مراد دار آگے بڑھے؟ کون ہے جو دوستی بھائی رشتہ داری اور پارٹی بازی سے ہوا تر ہو کر علامت گرنے والے درد کی ملاحضہ کرے اور محدثین کرام کے مسلک و مشرب کو محفوظ رکھنے اور آنے والی نسلوں کو لٹکانہ خیالات کی ہلاکت آفرینیوں سے بچانے کے لئے اولیٰ کا ثابت دیکر اللہ کے دین کے انھیں داخل ہوا۔

فیشر جہادی الذین یستقیمون القول یتبعون احسنہ اولئک الذین ھدایہم اللہ واولئک

ھدایہم اللہ اولیٰ الیہ خط بحث کی کوشش

ہم اس چرچ کو ابھی طے نہ جانتے ہیں کہ مولوی شہداء اللہ صاحب خط بحث کے لئے ذاتی جھگڑا اور ذاتی حملوں میں ناظرین اہل حدیث کو مشغول کر کے اصل بحث کو نظروں سے اڑانے کے غیر متعلق امور میں وقت ضائع کرنا چاہتے ہیں تاکہ ان کے عقائد اور ان کی تفسیر کے متعلق جو فیصلہ کرنا میں ہوا ہے وہ جماعت کے سامنے نہ آئے۔ لیکن ہم ان کا کامیاب نہ ہونے دینگے اور اصل بحث کو کبھی خط نہ چھوڑے دینگے اور ہماری جماعت کے مسزدار ایمین کی طرف مولوی شہداء اللہ صاحب نے جن کذب بیانیوں کو منسوب کیا ہے ان کی حقیقت اگر ہم اس قدر سے آشکارا ہو جاتی ہے لیکن ہم بات تفصیل اسکو علیحدہ شائع کریں گے تاکہ خط بحث دہریہوں پر صرف تنقید عرض کر دینا چاہتے ہیں کہ خطابی کا کسی کو موقع نہ ملے۔

قانون اسلام کا نفاذ

مجھے فیصلہ کرنا میں مولوی شہداء اللہ صاحب کی حجازی حکومت کی حفاظت کی سلسلہ میں یہ دکھانا تھا کہ مولوی شہداء اللہ صاحب جو جماعت اہل حدیث کے خاندان سے ہیں مگر مقرر عالم اسلام میں شال ہوئے، لیکن وہاں انہوں نے جماعت کی صفات و صفحہ کا ایسی کو نظر انداز کر کے علی ورتنا جیسے منصوبہ پرواز اور اشار کی تائید کی اور اس طرح ایک طرف جماعت اہل حدیث کی حفاظت

گندہ کی اور دوسری طرف ایک سوحد سلطان کی غزاری کی اور اسکی مشکلات میں اضافہ کیا۔ حکومت حجاز نے خطرہ السلطان امام ابن سعود کے قتل کی سازش کا کئی بار سراغ غلط کرکشی یا غشی گرفتار بھی کئے گئے۔ بیچ کے موقع پر مصریوں نے بے گناہ نجدی حاجیوں پر فائرنگیں اور کے قریب شہید کر دیئے۔ آئندہ موسم حج پر عام انقلاب کی سازشیں ہو رہی تھیں، محمد علی شوکت علی علاقہ حرم مکہ میں اور عام بازاروں میں حجازیوں کو بناوٹ کی تلقین کر رہے تھے۔ یہ منافق اور خطرات کو پیش نظر دیکھتے ہوئے مسکو مت تھانہ کے نمائندہ نے جب قانون اساسی کا مسودہ پیش کیا تو محمد علی شوکت علی نے قانونت کرنی ہی تھی کیونکہ وہ تو چاہتے ہیں کہ کسی دیکھی طرح حجاز میں انقلاب پیدا کر دیا جائے، لیکن مولوی شہداء اللہ صاحب نے بھی انہی کے اند کی اور اس طرح حکومت حجاز کے نمائندوں کی تجویز کو مسترد کر دیا اور اسکو آپ اپنی قابیل سیاست دانی بنا کر ناظرین الہدایت کو گمراہ کر رہا ہے۔

مولوی شہداء اللہ صاحب سیاست دان فرماتے ہیں کہ مجھو معلوم ہی نہ تھا کہ کس کی طرف تجویز پیش ہوئی، لیکن ہم سیاست دان صاحب کے خلاف کرتے ہیں کہ اس سے کیا غرض کس سے یہ تجویز پیش کی اتنا تو معلوم تھا اور دیکھ کر سن رہے تھے کہ نجدی و جمادی مخالفہ اور قانون اساسی کے نفوذ کے حق میں تھے اور اشارہ ہند محمد علی شوکت علی اس کے خلاف تھا، کیا ابھی سیاست دانی نے یہ اندازہ بھی نہ لگا سکی کہ نجدی، حجازی نمائندہ سے جب اس تجویز کے حق میں ہیں تو حکومت حجازہ نجد کی رائے اس تجویز کے حق میں ہے۔ لیکن آپ کی سیاست دانی سے یہ چیز بالاتر ہے کہ حکومتوں کے نمائندے کس طرح غائبہ کی کرتے ہیں اور ان کی زبان کس طرح حکومت کی زبان ہوتی ہے۔ بجائے اس کے کہ آپ اس حرکت پر ناام و شرمندہ ہو گئے اور بیٹ

۱۴ دسمبر ۱۳۳۵ میں آپ فرماتے ہیں۔

”ہم ہندوستانی نہیں، انگریزی حکومت کے جو چیز اسلوا ہمزور طلب کریں گی چیز کے متعلق کہنے کی حاجت نہیں، ہم حکومت ہندو ہیں تو ہمارا منہ ہے کہ ہم ہندو ہیں میں آئیں یا اگر اس چیز اسلوا کے لئے نہ کہوں۔ ہرگز نہیں و

میں کہتے ہیں کہ جناب مولانا سیاست دان صاحب نے یہ تو جوتے کہ آپ نے کس روز حکومت ہند سے یہ نو مصالحت کیا کہ میں اسلوا سے بائیں یا کس زمانہ میں اس کے لئے ایچی پیش کیا، یہ دیکھی نہیں میں جسے لیا جو آپ مجبور ہو گئے کہ عرب میں ایسے قانون نافذ کرنے کی مخالفت

اور پھر کیا آپ کے نزدیک جو بزمیشن انگریزوں کی ہندوستان میں ہے وہی بزمیشن

سلطان ابن سعود کی حجاز میں ہے؟ کیا آپ نے اس امور پر غور نہیں کیا کہ ہندوستان سو ڈیڑھ سو سال سے ایک حکومت کے زیرِ نگیں ہے اور اس کی سرحدیں اہم دست قلعوں ہونک آلات حرب اور منظم افواج کی وجہ سے محفوظ ہیں اور ایسے ہی اندرون ملک میں اندر چھاؤنیوں کا ایک سوچ جال بچھا ہوا ہے۔ سلسلہ سل و سائل اور آمد و رفت بہتر ہے یہاں پر موج ہے۔ اور ایسی حالت میں اگر قاتلانہ اسلحہ کی موجودہ ابتدائی ہندوستان سے اٹھادی جائیں تو کوئی خطرہ نہیں ہے لیکن اس کے بالقابل حجاز کی حالت بالکل کے برعکس ہے حکومت کو قدار ہوسٹے ابھی دو برس ہوئے ملک میں سلسلہ سل و سائل آمد و رفت بہت ہی معمولی بلکہ اتر حالت میں ہے افواج نامکافی اور جدید آلات حرب سے تقریباً عوامی، منتخلین کی قلت اور اس ابتدائی زندگی کے ساتھ ساتھ اندرون ملک اور بیرون ملک میں مخالف طاقتیں کا مرکزِ کڑی و فتنہ انقلاب کی سازشیں پکڑی گئیں، ایسی حالت میں حجاز کو ہندوستان پر قیاس کرنا ٹھیک نہیں۔ شائد اللہ صاحب کی سیاست ذاتی کا ہی حصہ ہے۔

اس مسئلہ میں مولوی شائد اللہ صاحب نے علی ہمدانی کی تائید کر کے کہا کہ کچھ حمایتِ اہل کی صحیح ناسمجھی کی ہے؟ اور کیا واقعی انہوں نے ان مسئلہ پر دراز انقلاب اچھڑ جائیں گے؟ اس بات کو دیکر ایک سو حد سلطانی سے وفاداری کی ۹۹ اس کا فیصلہ ناظرین پر چھوڑتے ہیں۔

حسد و بغض کی بدترین مثال

ہمارے ان اعتراضات کے جواب میں مولوی صاحب موصوف بکھائے اس کے اندر اس اہم خدمت کا اظہار کرتے حسد و بغض اور باطل پرستی کی وجہ سے ہماری جماعت کے معزز اراکین کی تحقیر و تذلیل کے لئے محمد علی شوکت علی کی تعریف و توصیف کرتے لگے چنانچہ الحمد للہ ۱۰ جنوری ۱۳۲۵ء میں فرماتے ہیں۔

۱۔ میں شک نہیں کہ مرکزی مذمت کیشی نے چیدہ چیدہ اور قابلِ توجہ ممبر بھی تھے شوکت علی، محمد علی، ضعیف و زہنی (صاحبانِ ہوا) سید سلمان جنوں نے ہر کام میں اپنی بکھ اور مقصد کے مطابق دخل دیا تقریباً بیس تجویزیں پیش کیں جن میں بہت سی اہل حدیث اور حکومت نجد کے خلاف منشاء بھی ہوتی تھیں، ایسے زبردست اور قابلِ ترین لوگوں کے سامنے اہل حدیث ٹانگی کا اشارہ کیجئے؟

مگر باعلیٰ برادران نے ہدایت دیا تدارکی کے ساتھ اور بڑی قابلیت کے ساتھ

یہ دو مجلس خلافت کے مقاصد کے مطابق ہر کام میں حصہ لیا۔ نفس پرستی اور انقباض
 حد کی اس سے زیادہ اور کیا بدتر مثال ہو سکتی ہے کہ صرف مولانا عبد الوہاب صاحب غفوی
 اور مولانا اسماعیل گھٹوڑی کی تفتیش و تالیس کے لئے علی ہرمان کی تعریف و توصیف
 مشہور کر دی۔

حالانکہ موتر میں اور موتر کے ہرمان دونوں بہانوں کا جو رویہ تھا اور جس دیندار
 و رقہ ہمت کے ساتھ انہوں نے ہر کام میں حصہ لیا وہ اکثر حجاج کے بیانات سے واضح
 ہو چکا ہے جو اخبار میں حضرات سے پوشیدہ نہیں تھے کہ آل انڈیا خلافت کمیٹی کے
 غیر ملحدیہ اراکین نے مجلس مرکزی خلافت ہند کے جلسہ میں علی ہرمان کے رویہ پر اعتراض
 کرتے ہوئے یہاں تک کہہ دیا کہ حکومت حجاز کے سن سلوک کے باوجود جس قسم کا رویہ انہوں
 نے اختیار کیا اگر کسی اور حکومت میں ایسا کرتے تو ان کی سزا پھانسی کے تحت لگے سوایک
 تھی، لیکن ایک مولوی شاد اللہ صاحب ہیں جو اپنے آپ کو اہل حدیث کا نفرین کا نام لے رہے
 ہوئے ہیں علی ہرمان کی نمائندگی کی تعریف و توصیف میں رطب اللسان ہیں۔
 کیا حکیم نور الدین صاحب لائپوری اس چال کو کبھی روک سکیں گے؟ دیدارِ خدا

موتر مکہ میں مولوی شاد اللہ کی خدشا

مولوی شاد اللہ صاحب صاحب ہمیشہ تسلی اور ہتھیار سے کام لینے کے عادی
 ہیں اور اسلئے آج تک حق کو قبول نہیں کر سکے، آپ نے اسی تسلی اور ہتھیار کی وجہ سے
 اخبار اہل حدیث میں اپنی اتانیت کا اس طرح انہر کیا کہ موتر میں سوائے آپ کے اہل حدیث
 کے باقی نامہ کے ناکارہ و ماہل تھے اور حق نمائندگی کے ادا کرنے کے قابل اور ماہل
 تھے۔

لیکن یہاں پر قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا واقعی مولوی شاد اللہ صاحب
 نے جماعت اہل حدیث کی نمائندگی کی اور آپ میں یہ اہلیت تھی؟
 اس سوال کا جواب قانونِ اسلام کی مخالفت سے معلوم ہو سکتا ہے جس کا ذکر
 گذشتہ صفحات میں ہو چکا ہے۔ اس سے مولوی صاحب موصوف کی سیاسی قابلیت
 و جماعت اہل حدیث کی نمائندگی کا پتہ چل سکتا ہے۔

کاش کہ مولوی شاد اللہ دوسرے اہل حدیث نامہ دوں پر اعتراض کرنے کے
 ساتھ ساتھ یہ بھی بتا دیتے کہ مولوی صاحب موصوف نے کتنی تجویزیں پیش کیں، کتنی

تجویزوں پر تائیدی تقریر کی اور کس کس سو فیہر جماعت اہل حدیث کے خیالات کا اظہار کر کے ان کی ناسمجگی کی؟۔

اہل حدیث ۲۱ جنوری میں ملی برادران کی تعریف و توصیف کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

” ہر کام میں اپنی سمجھ اور مقصد کے مطابق دخل دینا، تقریریں دہرائیں، تجویزیں پیش کیں، ان میں سے بہت سی اہل حدیث اور حکمت مجدد کے خلاف فتنہ انگیز ہوئی ہیں۔ لیکن مولوی شاد احمد صاحب فرما سکتے ہیں کہ ان اشخاص کی اکثر تجویزیں اور تقریریں جو اہل حدیث کے خلاف ہوتی تھیں، کیا آپ نے ان کے جواب میں جماعت اہل حدیث کا فتنہ ظاہر کیا؟ اور ان کی تقریروں کے جوابات میں تو میں دیکھتا ہوں اور صرف دوش (دشمن) سے نہیں بلکہ قابلیت کے ساتھ مباحث میں حصہ لیکر اہل حدیث کی ناسمجگی کی؟

اور اگر آپ نے ان اشخاص کی اکثر مخالف تقریروں کا جواب نہیں دیا اور وہ پاسے نیلاؤں میں نہیں کی تو پھر آپ کا موقف میں شامل ہونا اور شامل ہونا برابر نہیں ہو جاتا؟

جماعت اہل حدیث کے مفہوم اور سبب غمناکی کا مفہوم شاد احمد صاحب کے متعلق تو آپ فرماتے ہیں کہ ”وہ نہ تو حق جانتے نہ غلطی سمجھتے بالکل خاموش رہتے بلکہ دو تین روز کے بعد غیر حاضر ہو گئے“ تو آپ اگر جانتے کہ ہاؤ جہا جماعت اہل حدیث کے خلاف مشا تقریروں کے جواب میں آپ عام طور پر خاموش رہے تو آپ نے ناسمجگی کے فرض ادا کرنے میں ناکامیت اور ناکامیت کا ثبوت نہیں دیا؟

” ہم ستر شہادتوں کی بنا پر اعلان کرتے ہیں اور مولوی شاد احمد صاحب بھی اس سے انکار نہیں کر سکتے کہ موثر میں مولوی صاحب موصوف کی حاضری سے ان کی غیر حاضری زیادہ ہوتی اور جتنی بار بھی شامل ہوئے دو یا تین بار سے زیادہ تقریر نہیں کی۔ اور جب بھی تقریر کی بہت ہی مختصر تقریر کی۔ ان مولوی صاحب موصوف شاد اخبار میں اس سچ کو تسلیم نہ کریں لیکن مفہوم حلقہ میں اس چیز کو بھی تسلیم کر لیں گے کہ وہ مختصر سی دو یا تین تقریریں جو کہیں وہ علاوہ بہت ہی مختصر ہونے کے بالکل بے جوڑ اور بے ربط الفاظ کا مجموعہ تھیں اور آپ کو عربی زبان میں تقریر کرنے بلکہ عمدہ گفتگو کا بھی حک نہیں ایسی حالت میں مولوی شاد احمد صاحب حضرت مولانا عبد الواحد صاحب غزنوی جیسے تہذیب پرستی پر اعتراض کریں اور موقیانہ مذاق آوائیں کہاں تک جائز ہو سکتا ہے حالانکہ مولانا عبد الواحد صاحب موصوف موثر عالم اسلام کی ابتدائی عداوت کے فرض پر انجام دینے اور ایک فتنہ انگیز و بلیغ خطبہ پڑھنا

حق زبان میں دیا نہ

مولانا اسماعیل صاحب غزنوی نے جو خدمات سرانجام دی ہیں اس کی شہادت نہ صرف کثیر التعداد حجاج کی زبان معلوم ہوتی ہے بلکہ خود حضرت امام عبدعزیز بن سعود کے معتزہ خصمی شیخ عبدالعزیز الحققی المحرم مولانا ظفر علی خان صاحب کے یہ ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں :-

مولانا اسماعیل غزنوی سے مل کر بہت خوش ہوئے ان کے ذاتی بھروسوں ان کے

مفید مشورہ اور ان کے وسیع معلومات سے چمکنے قائمہ آٹھایا :-

جناب میاں مہر بخش صاحب سوداگر چرم بہنی جوہند کے ایک مشہور تاجر ہونے کے علاوہ ایک مخلص اور دل رکھنے والے اور سادہ فہم بزرگ ہیں وہ ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں :-

”مولانا اسماعیل غزنوی نے حجاج اور حکومت کی وہ خدمت کی جو کسی دوسرے

بند مستحق کو نصیب نہیں ہوئی اگر واقعی ایسے مستعد لوگ جہاں تو مسلمانوں کو

انشاء اللہ قائمہ پہنچے :-

ہمارے ارکان واقعی اس خدمت سے محروم رہے کہ مل علی برہنہ جیسے اشرار اور

مفسدین کی تائید کر کے قانون مسلم کی مخالفت کرتے اور پھر ہندوستان پہنچکر اپنی اشرار کی تعریف و توصیف کرتے کہ وہ زبردست اور قابل ترین لوگ ہیں (الہدیت ۱۱ ج ۱)

شعبہ ۱۹ ص ۶۴

جماعت اہل حدیث کے معزز اراکین سے ہم دریافت کرتے ہیں کہ مولوی شاد اللہ

صاحب اس قابل ہیں کہ ان پر علامت کا دوٹو پاس کیا جائے جنہوں نے حجاز میں علی

برادران جیسے دشمنان کی تائید کی اور یہاں اگر ان کی تعریف و توصیف کی یا

غزنوی حضرات جنہوں نے ہر جہان

حق کی حمایت کی افسوس کہ ضد و نقیضت نے مولوی شاد اللہ کو کہیں کا نہ چھوڑا۔ انا للہ

والیہذا وجعون :-

ہمارے اراکین کے خلاف شرعی اعتراض

چونکہ مولوی شاد اللہ صاحب کا مقصد تحضیہ ملی مخالفت اور مخالفت بھی محض ضد

و انسانیّت ہی کی وجہ سے ہے اسکتے بغیر بھی ہو بیع بالملک غرض میں کر دینا اپنے مقصد کیلئے ضروری سمجھتے ہیں چنانچہ آپ نے ایک تازہ اعتراض یہ کیا ہے کہ غزوہ کے لئے ضرورتاً حد کے خلاف عمل کیا ہے

اسکے بعد اس حدیث کا ذکر کیا کہ ایک صحابی کو ۱۰۰۰ روپیہ دے کر دے کے لئے بطور عامل کے بھیجا گیا تھا اس سفر میں اسے کچھ مخالفت بھی ملے تھے۔ اس صحابی نے انکار کیا تو بیت المال میں جمع کرادی مگر مخالفت خبر رکھ گئے۔ امیر حفصہ نے اس کا حکم کیا، اسے جہاد میں لے گئے۔ اس حدیث سے یہ مسئلہ استنباط کیا گیا ہے کہ کسی ایسے وقت میں جب کہ عطا سفیر یا فائدہ کو جو چیز سے وہ اس بھیجنے والی ایجنسی کا مال ہے وہ اس وقت تک کہ وہ جہاد میں مصروف ہو اس میں کوئی صاحب مومنوں نے پہلے ۱۰۰۰ روپیہ جمع کر لیا اس حدیث کے خلاف عمل کیا لیکن حدیث ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں اس سے یہ مسئلہ استنباط کیا گیا ہے کہ اس طرح حدیث کی مخالفت اور کھیل کسی کے استنباط کی مخالفت اس کے بعد فرماتے ہیں:-

”موسوی بعد از آمد صاحب موسوی امام غزالیہ بتا رہے ہیں کہ ہوں مسئلہ جو کچھ شاہ حجاز سے حاصل کیا وہ اہل حدیث کا نفرنس کہہ دیا“

پہلے تو قطعی فیصلہ کر دیا کہ غزوہ کے لئے صریح حدیث کے خلاف عمل کیا بعد میں سوال کرتے ہیں گویا ابھی یہ تحقیق طلب ہے کہ مولانا محمد ابوالاحد صاحب نے شاہ حجاز سے حاصل کردہ مخالفت اہل حدیث کا نفرنس کو دیدیئے ہیں یا نہیں؟ کیا یہ لفظ موسوی شاہ دلائل کے ان کی گہرائیوں کی کیفیت نہیں ظاہر کرتے؟ اور پہنچے جو کہلے کہ ان کا مقصد محض مخالفت اور مصروف اعتراض کر دینا مقصود ہے وہ صحیح ہو یا غلط کی تائید نہیں ہوتی؟

مسئلہ شرعی کی حیثیت

حدیث شریف میں بالخصوص جو چیز ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ عاقلین یا محصلین یعنی زکوٰۃ کے فراہم کرنے والے حضرات اپنے اسی سفر حصول زکوٰۃ میں جس قدر مخالفت لوگوں سے حاصل کریں وہ بھی زکوٰۃ کے ساتھ بیت المال میں جمع کریں موسوی ۱۰۰۰ روپیہ کے دعوے یا سفیر جو چند جمع کرنے کی غرض سے سفر کرتے ہیں اس میں مخالفت اس سفر میں ملنے میں ان کے متعلق صریح حکم تو موجود نہیں ہے لیکن اس حدیث سے استنباط کر کے

جانتا ہے کہ ایسے واقعات یا سفر کسی شخص کے لازم ہوں ورنہ کا سفر خرچہ اور دیگر ضروریات
 ان کے لئے انجمن کی طرف سے تنخواہ وغیرہ سفر میں کو بھی تمام مخالفت کو انجمن کے
 سامنے کر دینا چاہئے جو انہیں انجمن کے سفر میں حاصل ہونے ہوں۔ کیونکہ جس طرح مالِ زکوٰۃ
 کو سفر خرچہ اور دیگر ضروریات زندگی کے لئے بیت المال سے بلکہ زکوٰۃ سے حصہ دیا جاتا ہے
 اسی طرح واقعات یا سفر انجمن کو سفر خرچہ اور دیگر ضروریات زندگی کے لئے انجمن کے بیت المال
 یا جہنہ سے تنخواہ وغیرہ دی جاتی ہے۔ اس لئے اس آفتاب کی طرح سفر انجمن کو بھی تحائف بیت المال
 میں داخل کر دینے چاہئیں۔ کیونکہ انہوں حالتوں میں انجمن یا بیت المال کا سرمایہ ایک شخص
 پر موقوف ہوتا ہے تو اس سرمایہ کی وجہ سے جس قدر منافع حاصل ہوں گے ان کا مستحق سرمایہ
 سرمایہ ہے۔ اور نہ دار تاجر اور اقتصادیات کے بجائے مالِ حضرت مسیح کا خوب کچھ
 رکھتے ہیں کہ سرمایہ سے جس قدر منافع حاصل ہوں گے وہ تمام کا مستحق صاحب سرمایہ بنے مال
 یا مفتی حضرت ابی حنیفہ کا مستحق ہے جو جس سے ملے ہو چکا ہے۔

لیکن جہاں کوئی سرمایہ نہیں لگایا گیا تو یہ کا سفر خرچہ کوئی تنخواہ وغیرہ ہے بلکہ
 ایک جماعت صرف اپنے نیا بیت کی تائید کے لئے یا مہم کوئی کسے کسی بیگ یا چھتی جلد
 وہاں پر اپنی ذاتی مشہرت و قابلیت یا کسی جماعت کے محنت اور غنائمہ دکن ہونے کی
 محبت سے اسے کچھ مخالفت حاصل ہوں اور وہ انہیں بیت المال میں جمع ذکر سے تو اس پر
 حدیث شریف کے روئے کوئی دلیل یا انکار ثابت نہیں ہوتا۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کے فتویٰ نویسی کا معیار

مولوی ثناء اللہ صاحب جو صاحبِ فہم کے آواز ہیں، فتویٰ لکھنے کے سادہ ہیں وہ
 بجا سے شہریت کے سرور و حکم کو کیا جاتیں اور تو فتویٰ لکھنے کے نہیں بلکہ فتویٰ کے جواب
 لکھنے کے سادہ ہیں جہاں یہ حالت ہو کہ فقہ سے مختصر جواب اور زیادہ سے زیادہ جواب
 فتویٰ کے محکم ایک منوال اخبار میں حدیث کا روک دیا جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ کہنا نہیں
 جمع ہو جائیں وہاں فتویٰ نویسی کا معیار کیا ہو کر بہتر ہو سکتا ہے اور کیا ہو کر تحقیق اور تدقیق مسائل
 کے لئے وقت صرف کیا جاسکتا ہے۔ وہاں تو فتویٰ نویسی صحت تجارت اور کانداری
 اور خرید و فروش کی خبر میں اضافہ کرنے کا ایک کام ہوتا ہے اور بس۔

شاہ حجاز کے تحائف

حضرت مولانا عبد الواحد صاحب طرانی کو یہ تحائف ملے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ اسلئے
ظاہر کر دیں تاکہ مولوی شہداء اللہ صاحب کو غلط فہمی نہ پھیلے کہ ان وقتوں میں سلطان
کی طرف سے تو یہ کیا تمام اہلکین موقر عالم رسالہ کو جسے شیخ امجدی چغندر دیا گیا یہ مشعل
کوئی بہت زیادہ قیمتی چیز نہیں زیادہ سے زیادہ ایک سو پانچ سو روپے کی قیمت کا ہو گا جو بطور تذکار محبت
کے پیشہ دیا گیا اور حضرت امام کاہنہ اور تحفہ بھکر حاکمیت کن نے اپنے استول کے لئے
دیکھا اور جیسے کہ ہم لکھ چکے ہیں کوئی شرعی وجہ نہ تھی کہ یہ کسی بیت المال کا حق ہو۔

حضرت مولانا عبد الواحد صاحب غزنوی جنہوں نے اپنی جیب خاص سے ایک ہزار روپے
مجاہدین محمد کے خزانہ میں دیا وہ نہایت آسانی کے ساتھ ایک سو روپے کے مشعل کو جمعیت
مركزیہ المدینہ کے بیت المال میں جمع کر سکتے تھے۔ اگر احکام مشرعی کا تقاضا یہی ہو تو ایسے
مسئلہ کی شرعی حیثیت ہم واضح کر چکے ہیں۔

حضرت مولانا عبد الواحد صاحب غزنوی پر حملے

مولوی شہداء اللہ صاحب اگر آریہ سساج، مرزا فیاضیہ حضرات کے خلاف لکھیں تو ہم
سے نرم الفاظ میں الکھارہ کر سکتے ہیں اور طبیعت پر قبور رکھ سکتے ہیں۔ لیکن کسی اہل حدیث کو
اپنا نوعیت سمجھ کر دکر بیٹے تو پوری طرح غندہ دہنی سے کام نہیں لے ساری تحریر غینا غضب
اور جذبات انتقام سے برسر ہوگی اور نہایت توہین آمیز و ہشتوال انگیز الفاظ لکھیں گے
جماعت اہل حدیث کے مختلف حلقوں یا نازانوں میں منافرت و عداوت پیدا کر سنے کی کوشش
کرینگے۔ افسوس صد افسوس۔

حضرت مولانا عبد الواحد صاحب غزنوی سے حق میں کہے کیسے تو ہیں آمیزہ الفاظ
لکھے کس طرح صدی تحریر میں ان کے خلاف غیظ و غضب کا اظہار کیا حالانکہ انہوں نے
ایک لفظ بھی ایسا مولوی شہداء اللہ کے حق میں نہیں لکھا۔ اور سر غیظ و غضب میں افرا
پر دازی اور بہتان طرانی سے بھی باز نہیں آئے اس سلسلہ میں ہم ان کی کالیوں کی بہت
نہیں پیش کرنا چاہتے۔ بلکہ ایک واقعہ کی تردید و تکذیب کرنا چاہتے ہیں جو انہوں نے

حضرت امام مولانا عبد المجید صاحب طرہ نوی و حرم کی طرف نسبت کر کے بیان کیا کہ وہ فرمایا
 رہتے تھے کہ انہماکان بھی قبر سے نکل آئے گا کوئی اہل سنت و جماعت چاہیں تو اپنی خدمت میں لائیں گے۔
 کہ جب یہ بیانی پہنچا تو قدر بھی پہنچا و افسوس کہ یہ بیان کیا جائے کہ ہے۔ لیکن تعجب کوئی نہیں
 ہے کیونکہ جب مولوی ثناء اللہ ایک بار مولانا صاحب کی طرف دعوت جھوٹ منسوب کرتے
 ہیں کہ انہوں نے مجھ کو اہل حدیث سے ملنے کے لیے دعوت شدہ بزرگوں کی طرف زیادہ
 متعلق سے دعوت منسوب کر سکتے ہیں۔ اور پھر یہ کہ چھتے ہیں اگر یہ اظہار حق جھڑا ہے اور اس
 اظہار حق پر استقامت خدا اور ہمت، عمری ہے جسے آپ ۱۹۷۲ء عبد الواحد صاحب کی طرف منسوب
 کر کے انہیں ضدی کہتے ہیں تو کیا انہوں نے عبد الواحد صاحب اس میں متغیر ہیں؟ کیا مولانا
 عبد المجید صاحب نے آپ کو نہیں سمجھایا؟ کیا آپ کے استاد مولانا احمد عبد صاحب اور مولانا
 حافظ عبد المنان صاحب نے نہیں سمجھایا؟ کیا پنجاب اور سرحد پنجاب کے علماء نے آپ کو نہیں
 سمجھایا؟ مگر آپ مرغ کی ایک ٹانگ کی طرح اپنی ضد پر پستور قائم ہیں ضد و تضادیت
 آپ کی طرف سے ہے یا ان کی طرف سے؟ آپ کی گائیوں کا جواب حضرت مولانا کے پاس نہیں
 ان کی طرف سے ان سب کا جواب اب وقت یہ ہے۔

فصل جہیل و اہل السنن علی ما تصفون

حکیم نور الدین صاحب کی خدمت میں منودہ باز گزارش

ہمارے مخلص دوست حکیم نور الدین صاحب نے ایک چٹھی میں ہم پر اظہار افسوس کیا ہے
 یہ اپنی اہل حدیث ۱۲۴ھ کے ممبروں میں شامل ہو چکی ہے۔ ہم پہلے تو حکیم صاحب کی خدمت
 میں یہ عرض کرتے ہیں کہ جس شخص کے بیان کرنے میں آپ نے ہماری غلطی و ترویج کرتے ہوئے
 افسوس کا اظہار کیا ہے اس میں زیادہ سے زیادہ ہم پر بقول آپ کے یہ ہے کہ مولوی ثناء اللہ
 صاحب پر متان لگا یا گیا ہے۔

لیکن حکیم صاحب! ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ کی ذات و صفات اور اللہ کی کتاب کی عزت
 و حرمت و حق عزت و حرمت سے زیادہ ہے یا نہیں؟ آپ فرمائیے کہ یقیناً ان کے لئے
 بہت زیادہ عزت و حرمت ہے۔ تو اب ہم آپ کو اللہ کی عزت و کبریا کی کا واسطہ دیکر پوچھتے ہیں

کہ کیا شہ کی ذات و صفات اور اس کی کتاب میں بل میں کہ مولوی شہداء اللہ کی عزت سے کہیں زیادہ اسکے لئے غیرت و محبت اور جوش جہاد کیا جاسکے۔ لیکن اس کا موقع جب آتا ہے تو آپ فرماتے ہیں میں مسئلہ مسائل کے متعلق تو چھ عرض کرنے کے قابل نہیں حالانکہ آپ ہمیشہ قرآن مجید کا درس دیتے ہیں محدثین کی کتابوں کا مطالعہ رکھتے ہیں۔ امام بن تیمیہ اور حافظ ابن قیم کی کتابوں کو خاص محنت سے دیکھتے ہیں۔ اور ان کا مطالعہ رکھتے ہیں اور ان سب کے بڑا حکم و حاکم یہاں تک کہ آپ مولوی شہداء اللہ صاحب کی تفسیر عربی کے الفاظ و کچھ چکے ہیں اور اپنے کتب خانہ کی تفسیر ثنائی عربی کے حاشی پر محدثین کے مسلک کو خوش نظر رکھتے ہوئے جگہ جگہ اپنے مولوی شہداء اللہ کی تفسیر و ترمیم کی ہے۔

لیکن یہ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات اور اللہ کی کتاب کی عزت و حرمت کا سوال پیش ہوتا ہے تو آپ فرماتے ہیں کہ میں مسئلہ مسائل کے متعلق چھ عرض کرنے کے قابل نہیں ہوں اور جب مولوی شہداء اللہ صاحب کی عزت و حرمت کا سوال آپ کے سامنے آتا ہے تو آپ اپنی تاریکی کا غلبہ انکار کرتے ہیں اور اخبار کے ذریعہ اس کی تشہیر اور اعلان ضروری سمجھتے ہیں۔

یہم صاحب! اقسامک باللہ نصف فی لفظک

یہم یہ نہیں کہتے کہ مولوی شہداء اللہ صاحب اگر آپ کے استادوں اور آپ کے دروگوں مولانا عبد الجبار صاحب غزالی صاحب اللہ صاحب غزالی کو بد سرت (اشتہار دور) کی صفت دے گئیں تو آپ کس پر غیرت و محبت کا اظہار کریں بلکہ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ آپ اللہ کی ذات و صفات اور اس کی کتاب کے لئے غیرت و محبت کا اظہار فرمائیں۔

باقی رہا النفس: اللہ۔ تو ہم دیانتداری کے ساتھ آپ سے عرض کرتے ہیں کہ ہم نے جو کچھ کہا ہے اسے سننے کے لئے اور ہم نے جو تادیب اللہ کے کو بھیجا اس میں ہمیں سزا ہی ظاہر کیا کہ مولوی شہداء اللہ ایک فلاحی اور انہیں لئے دین کے راستہ پر ہمارے مجیدی کے ٹکس پر احتجاج کیا ہے غلط سلطان نے اس کو بہت بڑا حملہ کیا اور تادیبی کا اظہار کیا اور کوئی جواب نہ دیا، کیونکہ جو لوگ ہمیں شک و خوف و خطر سے کو امن و امان سے جو رکھنے کے لئے اپنی جان و مال اپنی عزت و آبرو کے تحفظ کے لئے ہمارے مجیدی کی نفی کی نہیں فرما چاہتے اور اسے احتجاج کر رہے ہیں وہ فی الحقیقت اس قابل ہیں کہ ان پر اظہار افسوس کیا جائے۔ یہ لوگ ہمیں جو کہتے ہیں کہ ہم

سنہ کے قرائن و رد اکوہوں سے جنہاں دل و انداز و پچھنے کے لئے صحت چھوہتر
 کافی ہے؟ کیا سمجھتے ہوئے ہیں کہ سنہ کے قرائن میں بغیر کسی چیز کے ہو سکتے ہیں اور پھر
 سب سے زیادہ افسوس جو علت اہل حدیث پر ہو سکتا ہے جو سلطان مروج کو دیکھیں وہ اس
 میں سمجھتے پھر ان کے اس قسم کے اعتراضات پر اس کا جواب کیا جائے تو کیا بڑائی ہے؟
 اور پھر دیگر صاحب آپ بھی اس چیز کو تسلیم کرتے ہیں کہ وہی ثناء اللہ صاحب مشورہ
 میں موجود تھا کہ نزدیک کے پاس دو بجی گئے تھے اس کے لئے چندہ ان کی موجودگی میں بجا
 اور وہی ثناء اللہ کی ان مقامات میں موجودگی و اس میں مدینہ لے آیا اور حاجیوں نے جس کی
 خدمت ہمارے پاس موجود ہے اسکو مجلس کے ایک شخص کی طرف منت کر دی تو ہمیں
 کوئی ہمتان ملائی ہے؟

لیکن حکیم صاحب ہم اپنے یقین سے ہیں اور اس کو یا اور دوسرے اعتراضات
 کو ہم اپنی بحث کا مرکز نہیں قرار دیتے۔ لیکن ہم ان تمام اعتراضات کو آج سے ختم کر دیتے ہیں
 ہم ان چیزوں کو کوئی ایسی اہمیت نہیں دیتے جہاں سے اختلافات و بحث کا محور نہ ہو
 ثناء اللہ صاحب کے وہ عقائد ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کی صفات انبیائے کرام کے معجزات اور
 دوسری آیات قرآنہ میں محدثین کرام کے مسلک کے خلاف کیا گیا ہے اور مسترد جیمہ عقلیں
 وحید کی خوش چینی کی گئی ہے۔ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب مذہب اہل حدیث کے نام سے
 سب کچھ نہ کرتے تو ہمیں چنداں اعتراض نہ ہوتا۔ اس وقت بھی انہیں جو حاصل ہے کہ
 اپنے آپ کو معتزلی جہمی متکلم بلکہ جو چاہیں نکلیں لیکن آپ سے اور تو ہم جو امت اہل حدیث
 سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ خدا کا واسطہ ڈال کر مولوی ثناء اللہ صاحب سے کہیں کہ مذہب اہل حدیث
 پر اور جماعت اہل حدیث پر رحم کریں اور اسکو عقلیں و معتزلیوں کی گراہیوں کا نشانہ نہ بنائیں۔
 محترم حکیم صاحب اگر آج آپ نے یاد دہا کر کے لکھائے کرام یا جماعت کے متذہبن جہدات
 نے سوت و ابنت سے کام لیا تو یاد رکھئے کہ جس طرح آج تمام محمدانہ عقائد بدعات اور مشرکوں نہ
 سوم کی اشاعت خفیت کے نام پر ہو رہی ہے اسی طرح وہب احمدیث کے نام پر معتزلانہ
 عقائد اشاعت ہوگی اسوقت آپ کی جماعت کا وہ مخصوص شرف "لا منزل طالعہ من
 متی ظاہرین علی الحق الا بضرہم من خذلہم حتی انی امر اللہ بہ جاتا رہے گا خدا کیسے
 حق کی تراکت اور اہمیت کو محسوس کیجئے نہ صرف ہندوستان بلکہ ٹرانس جہاں

شام کو دیکھتے ہوئے میں انما د اور لا مذہبیت کی جہل رہی ہے سخت نفق کا زمانہ
 ہے خدا کے جماعت بل حدیث کو سب سے پہلے دیکھو : کیا دیکھتے ہو اگر آپ نے
 دہشت کا کام یہاں تو اس طوفان کی رو میں آپ کی جماعت برباد ہو گئی اور اس حقیقت کو
 اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ دنیا میں وہی قوم اپنے رب کو محض ظاہر رکھ سکتی ہے جس میں شدت
 صلابت عقائد کی مضبوطی اور عقلی ہوتی ہے جس کی وجہ سے دہشت اور نرمی شرعاً ہمیں
 اور فیض امر بالمعروف اور ہیمن النکر کو چھوڑنا اس وقت تک ممکن نہیں رہتا جب تک کہ
 بہت زحمت ہو جاتی ہے ۔

ایسے آخر میں پھر آپ سے عرض کر چکا کہ آپ کی سلامتی کی ضمانت کھلی
 کر بست ہو جائیں جو صحابہ کرام کے عہد مبارک محدثین اور امروہ کے عہد یمنون میں تھا
 آئیے کہ اس کی امانت کے لئے اپنی تحریر و تقریر کو وقف کریں آپ کے لئے غیرت
 و محبت کا ناظر کریں ۔

فبشر جہاد فی الدین یستمعون القول لیسعون احسنہ اولئک الذین
 ھداهم اللہ واولئک ھم الاولوالالباب

علامہ سید توفیق شریف صاحب کا مفصل خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم . الحمد للہ وحدہ والہ ونوع والسلام علی من لا نبی بعدہ
 وعلی آلہ وصحبہ ۔

من عبد مرید الفقیر لمحضات ربہ توفیق الشریف الی جناب الاجل المحترم
 الوجید المکرم الامام عبد الغزیز معتد جمعۃ اہل الحدیث المکرّمیۃ حفظہ اللہ ۔
 السلام علیہم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ انا لولہ فقد تصلّیت کتابکم الذکر لیرید
 استطت بما تضمنہ من الاسئلۃ الموجبۃ الی فاقول بحمیدہ واللہ عزوجل یقول الحق وھو
 بحمدہ الی سواء السبیل ۔

نعم حضرت المجلس المنعقد فی بلدہ اللہ الحرام تحت اریاستہ الامام عبد الغزیز بن السعوی
 ایّدہ اللہ بنصرہ فیما هو واقع الاختلاف علیہ من جماعۃ اہل الحدیث بناء علی نقطہ
 الذی سبق من جانب المولوی شاد اللہ لحضرتہ ادام برجوانہ الفصل واحقاق الحق
 وقد حضر من علماء اہل نجد وبقدرتہم رئیس قضاء الجاز و نجد الشیخ الامام
 عبد الناصر بن بھدہ وکان عددهم بربوا علی الستۃ ما عدا الفرقین المتنازعیین

المتكلمين المولوي شاء الله استعمل حديثه من حيث كان عليه ومنها تفسير القرآن العظيم ثم
 على ذكر الأربعين تلك الرسالة المدونة من جانب المولوي الحق الغزنوي وبعد ان ابدى ولما
 التقه ما جاء فيها من المسائل ومصرحها بدم صحة ما جاء في الأربعين من حيث يكون مغايراً
 لعمدة ويدين الله به تناول الحديث العلامة المولوي عبد الله الغزنوي والحق على رأس
 من ائمة حوله في النزاع والاختلاف بأسباب اختلف دون لبرس بين التقاط التي
 من ان شاء الله في تفسيره ما عن جمهور اهل السنة الا انهم في الرسالة الاربعين المأثرة الذكر
 من الحضور ان يقولوا انهم صحتوا فيهم في هذا الموضوع في العهد الذي اخذوا على القسم
 من وجل حيث يقول (واذا اخذ الله ميثاق الذين اتوا الكتاب لتبيننه للناس ولا تكتمونه) فلو
 برهنة ما والسكون خلا لها في جمهور الاجتماع تكلموا بالحاضر واحد بعد واحد في ثبات
 فيهم متفقة بالمتن على تأييد من يقول ويعتقد ولو واحدة من الاربعين فكيف يجمعونها وقالوا
 اصح القطع بين هذا مذهب المتكلمين والمعتزلة وجمهور من الفرق الخالفة لما كان عليه
 من السلف كما انه لا تنح نسبة من يقول ويعتقد بهذا في جماعة السلفيين اهل الحديث ولا اثر
 من المولوي شاء الله الرجوع الى اعتقاد السلف وتصحيحه عن قول الحق جاءت في تفسيره تصحيحاً
 بحق على مذهب اهل الحديث ويوجب الى الله ويراهما سلف وسبق منه وبعد مناخلة طويلة قبل
 من عقائد في تفسيره واظهر استدلاله القوية والرجوع الى الحق ومذهب السلف ولم تكن تشرع
 في ائمة المتقدمين ليوقع عليها قوله السلف في مغارقة مذهب المتكلمين والمعتزلة حتى
 في غيبته او قضاة في صحة وارتباك ولما سئل الامام عبد الله عن صبي عدم استقراره على
 واحد ليعلم الحاضر من مذهب ومعتقد احاب الى ما جاء في التفسير هو الاعتقاد الذي
 من الله به - وللمركن مبتدئاً فيما اورد في تفسيره من سبق الى ذلك الرازي وغيره من ائمة العلم
 ولما روي وقت من الاوقات الامام عبد العزيز يدين الله مضطرباً متأثراً اخذ الحق من نفسه
 في احد هذه في هذا المجلد كما عرفت من عرض المولوي شاء الله عن الحق وسفره طلب الامام في قوله
 من الى الله وخيب اهلهم في اعتدائه وسئل في كفى فلا تصاح عن مبلغ الاستدلال والامر العميق الذي
 من الامام قوله في طلبها الاية (يا ايها الله والله نعوذ بالله لعنك صوت مسعود ولدي لا كبر
 في فصل لاهون على من خرجك من جاعتنا ولكن اعد القلب بيد الله فان الله وان الله فيهم
 ما العلماء فلم يحتجوا في تحطيتهم وتأنيدهم بل كانوا يجمعون على الراي عليه وهذا كونه في تفسيره
 من اختلافوا في الحكم على من يقول بهذا القول ويعتقد ويدبر به في حنهم بل لا كثرية ذهبت
 في ذلك ونفسه في الاعراض عن كتبه وعدم سلام عليه العترة خلفه والقيام على قبحه
 من وهم الا تكون سكتوا واسرفوا التكفير والعسيق والتعوا بيان بطلان معتقده وتفسيره
 في ربه ومغاييرتها القائل جمهور السلف والحق في هذا الموضع اي مخالفة وقعت

١٩٩٥

منتهی
السنه و هجرت کا حقیقی
مخزن مسلمانوں میں

جا ۵

جامع در باب ولایت
نقیح محمد دوقت
سید محمد جماعت علی

عزیز

سازمان

12

پیرزادہ حمید

[illegible]

و مراد مستقر چھٹی اور ماہرہ ان کے نام مہینوں کے شعبہ کار سے "الطریقہ الحسنیہ"